اداریہ

پیغام سیرت

نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد

حضرت ابراہیم کی دعا

مکے کی بے آب وگیاہ وادی میں کسی قسم کی زراعت اور کھیتی باڑی نہیں ہوتی تھی اور نہ دور دور تک کوئی انسانی آبادی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شیرخوار حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ کو اللہ کے حکم سے مکے کی اسی وادی میں اس مقام کے قریب لاکر چھوڑا، جہاں اب بیت اللہ ہے اور خود شام کی طرف واپس چلے گئے۔ اس وقت حضرت ابراہیم نے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے اس وادی کو غیر ذی زرع کہا تھا۔ چناں چہ ارشاد ہے:

رَبَّنَآ اِنِّیٓ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَہۡوِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ وَارۡزُقۡہُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ O (۱)

اے ہمارے رب! میں نے اپنی کچھ اولاد کو تیرے معزز گھر کے قریب ایک ایسی وادی میں آباد کیا ہے جہاں کھیتی (تک) نہیں۔ اے ہمارے رب! یہ اس لئے تاکہ یہ لوگ نماز قائم کریں سو تو کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کردے اور ان کو پھلوں کی روزی دے تاکہ وہ شکر گزار بنیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! میں نے اپنی ایک اولاد کو اس بنجر اور چٹیل

۱۔ ابراہیم: ۳۷

جگہ میں تیرے حکم سے تیرے محترم گھر کے پاس لاکر بسادیا ہے، تاکہ یہ تیرا اور تیرے گھر کا حق ادا کریں۔ تو اپنے فضل سے کچھ لوگوں کے دل ادھر متوجہ کردے کہ وہ یہاں آئیں اور تیری عبادت کریں۔ اے اللہ! تو ان کی روزی کے لئے غیب سے ایسا سامان فرمادے کہ غلہ، پانی، عمدہ میوے اور پھلوں کی یہاں افراط ہوجائے تاکہ یہ لوگ اطمینان قلب کے ساتھ تیری عبادت اور شکر گزاری میں لگے رہیں۔ (۲)

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی دعا قبول فرمائی اور اس وادی کو پر امن حرم بنادیا۔ یہاں ہر طرف سے پھل لائے جانے لگے، یہاں تک کہ ایک ہی وقت اور ایک ہی زمانے میں یہاں گرمی، سردی اور ربیع وخریف کے پھل ملتے ہیں۔

قریشی ریاست کی بنیاد

قصی سے پہلے عرب کے لوگ خانہ بدوشانہ اور قبائلی زندگی گزارتے تھے۔ ان میں کسی قسم کا ریاستی نظم ونسق موجود نہیں تھا۔ قصی پہلے شخص تھے جنہوں نے قریش کو مجتمع کر کے ایک ریاست کی بنیاد ڈالی، جس میں بہت سے شعبے اجتماعی بنیادوں پر قائم کئے، قریش کو بیت اللہ کے گرد اپنے گھر بنانے پر آمادہ کیا اور ان کو باور کرایا کہ اگر تم اپنی قوت یک جا کرنے میں کام یاب ہوگئے تو سارے عرب پر تمہاری دھاک بیٹھ جائے گی اور تم ان کی قتل وغارت سے محفوظ ہوجاؤ گے۔ قصی ہی نے قریش کو اس پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے مال کا ایک حصہ دور دراز کے علاقوں سے آنے والے حاجیوں اور زائرین کی مہمان داری میں خرچ کریں۔ چناں چہ جب حج کا موسم آتا تو مکے آنے والے قافلوں کے تمام راستوں پر اونٹ قربان کئے جاتے اور ثرید اور گوشت سے ان کی تواضع کی جاتی۔

قصی اپنی تشکیل کردہ ریاست کے خود سربراہ تھے اور ان کے پاس سقایہ (حاجیوں کے کھانے پینے کی ذمے داری) رفادہ (حاجیوں کی مالی اعانت) حجابت (بیت اللہ کی دربانی) ندوہ (دارالمشورہ کا انتظام) اور لواء (علم برداری) جیسے اہم مناصب تھے۔ ان کے بعد یہ تمام عہدے ان کے لڑکے عبدالدار کو منتقل ہوگئے۔ بعد میں یہ عہدے مختلف قبائل میں تقسیم ہوتے رہے۔ (۳)

قصی پہلے آدمی تھے جو عرفات سے مزدلفہ آنے والوں کی رہ نمائی کے لئے مزدلفہ میں آگ روشن کرتے تھے۔ (۴)

۲۔ تفسیر عثمانی: ج ۱، ص ۲۷۷

۳۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۵۸، ۶۱۔ ابن کثیر۔ السیرۃ النبویہ: ج ۱، ص ۹۷، ۱۰۱

۴۔ ابن کثیر۔ السیرۃ النبویہ: ج ۱، ص ۹۸

عبد مناف بن قصی

امام شافعی فرماتے ہیں کہ ان کا نام مغیرہ تھا۔ ماں نے ان کو سب سے پہلے مناۃ بت پر (جسے مناف بھی کہتے ہیں) بھیجا تھا اس لئے عبد مناف مشہور ہو گئے۔ یہ بہت ہی حسین وجمیل تھے۔ اسی لئے ان کا لقب قمر البطحا پڑ گیا۔ اپنی سرداری کے زمانے میں قریش کو خدا ترسی و حق شناسی کی نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ (۵)

ہاشم بن عبد مناف

یہ آپ ﷺ کے پردادا تھے۔ ان کا اصل نام عمرو ہے اور عمرو العلاء کے لقب سے مشہور تھے۔ ایک مرتبہ یہ تجارت کا مال لے کر فلسطین (شام) گئے ہوئے تھے۔ وہاں ان کو خبر ملی کہ مکے میں آٹا کم یاب ہو گیا ہے تو انہوں نے شام سے لوٹتے وقت تمام اونٹوں پر روٹیاں اور آٹا لادلیا۔ مکے پہنچ کر سب لوگوں کی عام دعوت کر دی اور اہل مکہ کو گوشت کے شوربے میں روٹیاں چور کر کھلائیں۔ اس سے ان کا لقب ہاشم ہو گیا، کیوں کہ ہشم کے معنی چورہ کرنے کے ہیں اور ہاشم اسی کا اسم فاعل ہے۔ اس کے بعد ہر سال حج کے موسم میں زائرین کعبہ کو عام دعوت دیا کرتے تھے اور یہی کھانا جسے عربی میں ثرید کہتے ہیں حاجیوں کو کھلاتے تھے۔ (۶)

ان کا دستر خوان بہت وسیع تھا۔ ہر مسافر اور آنے والے کے لئے ان کا دستر خوان حاضر تھا۔ غریب مسافروں کے لئے اپنی طرف سے اونٹ مہیا کرتے تھے۔ تجارت کے لئے سال میں دو مرتبہ قافلہ روانہ کرنے کا دستور سب سے پہلے ہاشم نے جاری کیا۔ تجارتی قافلہ موسم گرما میں شام کی طرف اور موسم سرما میں یمن کی طرف جاتا تھا۔ ہاشم نے حکومت یمن اور حکومت روم اور عرب قبائل سے معاہدے کر کے تجارتی راستوں کو محفوظ و مامون کیا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے قریش کو اپنا یہی انعام یاد دلایا ہے۔

لِاِیۡلٰفِ قُرَیۡشٍ O اٖلٰفِہِمۡ رِحۡلَۃَ الشِّتَآءِ وَالصَّیۡفِ O فَلۡیَعۡبُدُوۡا رَبَّ ہٰذَا الۡبَیۡتِ O الَّذِیۡۤ اَطۡعَمَہُمۡ مِّنۡ جُوۡعٍ ۬ۙ وَّاٰمَنَہُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ O (۷)

(اللہ نے) قریش (کے دلوں) میں رغبت پیدا کر دی کہ وہ سردی و گرمی میں سفر کرنے کے خوگر ہو گئے۔ پس ان کو چاہئے کہ وہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں جس نے ان کو بھوک میں کھانا کھلایا اور (دشمنوں کے) خوف سے ان کو امن دیا۔

۵۔ زرقانی۔ شرح المواہب اللدنیہ: ج۱، ص۷۳۔ حلبی۔ انسان العیون: ج۱، ص۱۱

۶۔ ابن سید الناس عیون الاثر: ج۱، ص۷۳ ۷۔ القریش: ۱، ۵

جیسا کہ بیان ہوا کے میں نہ زراعت ہوتی تھی اور نہ کسی قسم کی صنعت تھی۔ اس لئے وہ تجارتی سفر کے محتاج تھے اور سال میں دو سفر کرتے تھے۔ سردیوں میں تجارت کے لئے یمن کی طرف جاتے تھے، جو گرم ملک تھا اور گرمیوں میں شام کی طرف سفر کرتے تھے، جو سرد اور سرسبز وشاداب ملک تھا۔ دونوں جگہوں کے رہنے والے اور جو آبادیاں راستے میں پڑتی تھیں، سب ان کا احترام کرتے تھے اور ان کو اہل حرم اور بیت اللہ کے خادم سمجھ کر ان کی خدمت کرتے تھے اور ان کے جان و مال کی حفاظت کرتے تھے۔ حال آں کہ حرم کے چاروں طرف لوٹ مار اور قتل وغارت کا بازار گرم تھا۔ لیکن کعبے کے ادب اور احترام کے سبب کوئی چور اور ڈاکو قریش پر ہاتھ صاف نہ کرتا تھا۔ اسی لئے یہ لوگ بلا روک ٹوک سامان تجارت لے کر نہایت امن وسکون سے آتے جاتے تھے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ قریش کو اپنے انعامات یاد دلاتے ہوئے فرماتا ہے:

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّیُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ (۸)

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرم کو امن کی جگہ بنادیا حال آں کہ ان (اہل مکہ) کے اردگرد سے لوگ اچک لئے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں اسی انعام کو یاد دلایا ہے کہ اس نے تمہیں اسی گھر کے طفیل روزی اور امن وسکون دیا، لوگوں کے دل تمہاری طرف مائل کرنے کے لئے اصحاب فیل کو ہلاک کردیا اور تمہیں ان کی زد سے محفوظ رکھا، اس لئے تمہیں اس کا شکر یہ اس طرح ادا کرنا چاہئے تھا کہ تم سب باطل معبودوں کو چھوڑ کر صرف ایک اللہ کی عبادت کرتے، لیکن تم تو اس گھر کے مالک کو چھوڑ کر بتوں کو پوجتے ہو اور اس کے رسول پر ایمان لانے کی بہ جائے اسے ستاتے ہو۔ یہ تو انتہائی ناشکری اور احسان فراموشی ہے۔

عبدالمطلب بن ہاشم

ہاشم کے بعد عبدالمطلب کو سرداری ملی۔ جمہور کے نزدیک ان کا نام شیبۃ الحمد ہے۔ پیدائش کے وقت ان کے سر میں ایک بال سفید تھا اس لئے شیبہ لقب پڑ گیا۔ (۹)

حلبی کہتے ہیں کہ لوگ کثرت سے ان کی تعریف کیا کرتے تھے اس لئے ان کا نام شیبۃ الحمد پڑ گیا۔ (۱۰)

عبدالمطلب کی سخاوت اپنے باپ ہاشم سے بھی زیادہ تھی۔ ان کی مہمان نوازی چرند و پرند تک پہنچ

۸۔ العنکبوت: ۶۷ ۹۔ ابن الحجر۔ فتح الباری: ج ۷، ص ۲۰۶

۱۰۔ حلبی: ج ۱، ص ۶۔ زرقانی: ج ۱، ص ۷۱

گئی تھی۔ اسی لئے عرب کے لوگ ان کو فیاض اور مطعم طیر السماء (آسمان کے پرندوں کو کھلانے والا) کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ انہوں نے شراب کو اپنے اوپر حرام کیا ہوا تھا۔ جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا تو خاص طور سے فقرا اور مساکین کو کھانا کھلاتے۔ (۱۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک ''محمد'' انہوں نے ہی تجویز کیا تھا اور ان ہی کو آٹھ سال تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا شرف حاصل ہوا۔ ان ہی کی سرداری کے زمانے میں واقعہ فیل کا ظہور ہوا تھا۔ عبدالمطلب ہی نے زم زم کے کنوئیں کو کھود کر نکالا، جسے عمرو بن حرث جرہمی نے بند کر دیا تھا اور وقت گزرنے کے ساتھ کسی کو یاد بھی نہیں رہا تھا کہ یہ کہاں تھا۔

مکی دور میں آپ ﷺ کی معیشت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ آپ کے دادا عبدالمطلب کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ شادی کے بعد حضرت عبداللہ تجارت کی غرض سے تجارتی قافلے کے ساتھ شام گئے۔ واپس آتے ہوئے بیماری کی وجہ سے مدینے میں ٹھہر گئے تھے۔ جب قافلہ مکے واپس پہنچا تو عبدالمطلب نے قافلے والوں سے اپنے بیٹے عبداللہ کے بارے میں پوچھا تو قافلے والوں نے بتایا کہ بیماری کی وجہ سے حضرت عبداللہ اپنے ننہیال بنی نجار میں مدینے میں ٹھہر گئے ہیں۔ عبدالمطلب نے فوراً اپنے بڑے بیٹے حارث کو خبر لانے کے لئے مدینے روانہ کیا۔ مدینے پہنچ کر ان کو معلوم ہوا کہ عبداللہ ایک ماہ علیل رہ کر انتقال کر چکے ہیں اور مدینے ہی میں تابعہ کے مکان میں مدفون ہیں۔ تابعہ بنی نجار کا ایک شخص تھا۔ حارث نے واپس آ کر عبدالمطلب اور دیگر اعزا و اقارب کو اس حادثہ جاں کاہ کی اطلاع دی۔ حضرت عبداللہ خاندان میں سب سے زیادہ محبوب تھے، اس لئے ان کی وفات سے سب کو شدید صدمہ اور ملال ہوا۔ (۱۲)

صحیح قول کے مطابق حضرت عبداللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے دو ماہ قبل انتقال کیا۔ وفات کے وقت ان کی عمر مشہور قول کے مطابق اٹھارہ سال تھی۔ حافظ علائی اور حافظ ابن حجر نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور علامہ سیوطی نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ (۱۳)

ابن سعد اور واقدی نے وفات کے وقت حضرت عبداللہ کی عمر ۲۵ سال بتائی ہے، اور اسی کو صحیح کہا ہے۔ (۱۴)

۱۱۔ حلبی: ج ۱، ص ۶۔ زرقانی: ج ۱، ص ۷۱

۱۲۔ شامی۔ سبل الھدیٰ والرشاد: ج ۱، ص ۳۳۱۔ زرقانی: ج ۱، ص ۱۰۹، ۱۱۰

۱۳۔ شامی ایضاً ۱۴۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۸۰

حضرت عبداللہ کا ترکہ

۔ انتقال کے وقت حضرت عبداللہ نے پانچ اونٹ، چند بکریاں اور ایک کنیز جن کی کنیت ام ایمن اور نام برکۃ تھا ترکے میں چھوڑیں، یہ سب کی سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملیں۔ (۱۵)

حضرت عبداللہ کے ترکے کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شادی کے بعد انہوں نے حضرت آمنہ کو ایک مکان دیا تھا۔ حضرت آمنہ کی وفات کے بعد یہ بھی آپ کو ترکے میں ملا۔ آپ اس مکان کے مالک تھے اور مدینے ہجرت کرنے تک اسی مکان میں قیام پذیر رہے۔

اس مکان کے بارے میں ابن حجر نے فاکہی کا قول نقل کیا ہے کہ یہ گھر ہاشم بن عبد مناف کا تھا، پھر عبدالمطلب کے پاس آیا، ان سے منتقل ہوتا ہوا یہ مکان ترکے میں جناب عبداللہ سے رسول اللہ ﷺ کو ملا۔ وہیں آپ کی ولادت ہوئی۔ (۱۶) اس کی تائید بخاری، مسلم اور ابوداؤد کی روایتوں سے بھی ہوتی ہے۔

حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ مکے میں کہاں قیام فرمائیں گے، کیا اپنے گھر میں قیام ہوگا؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

وهل ترك عقيل من رباع او دور؟ (۱۷)

کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی گھر یا چار دیواری چھوڑی ہے۔

بخاری میں ایک اور جگہ حضرت اسامہ بن زید ہی سے روایت ہے کہ انہوں نے فتح مکہ کے موقع پر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کل مکے میں آپ کہاں قیام فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا:

وهل ترك لنا عقيل من منزل؟ (۱۸)

اور کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی گھر چھوڑا ہے؟

مسلم اور ابوداؤد میں بھی اسی طرح کے الفاظ ہیں۔ (۱۹)

محمد بن علی کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ مکے میں کہاں قیام فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا:

وهل ترك لنا عقيل بمكة من ظل؟ (۲۰)

۱۵۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۸۰ ۱۶۔ فتح الباری: ج ۳، ص ۵۷۶

۱۷۔ بخاری: ج ۱، ص ۳۹۲، رقم ۱۵۸۸ ۱۸۔ بخاری: ج ۳، ص ۹۰، رقم ۴۲۸۲

۱۹۔ مسلم: ج ۲، ص ۳۰۵، رقم ۱۳۵۱۔ ابوداؤد: ج ۲، ص ۱۶۴، رقم ۲۰۱۰۔ ج ۳، ص ۵۲، رقم ۲۹۱۰

۲۰۔ ازرقی۔ اخبار مکہ: ج ۲، ص ۱۶۰

کیا عقیل نے مکے میں ہمارے لئے کوئی سائبان چھوڑا ہے؟

ابی رافع کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ شعب میں واقع اپنے گھر میں قیام نہیں فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا:

وهل ترك لنا عقيل منزلا؟

کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی مکان چھوڑا ہے؟

راوی کہتے ہیں کہ عقیل بن ابی طالب نے رسول اللہ ﷺ اور اپنے بہن بھائیوں اور بنی ہاشم کے ہر اس شخص کا مکان فروخت کر دیا جس نے مدینے ہجرت کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ اپنے مکان کے علاوہ مکے کے کسی اور مکان میں قیام فرمالیں۔ آپ ﷺ نے اس سے انکار فرمادیا۔(۲۱)

حضرت عبداللہ ایک خوش حال، کام یاب اور تجربہ کار تاجر تھے۔ ان کے آخری سفر تجارت کا مال اور اس کا نفع اور اس سے پہلے کے ان کے تجارتی اسفار میں تجارت سے حاصل شدہ نقد وجنس پر مشتمل ان کی جمع پونجی بھی ان کے یتیم بیٹے کو ملی ہوگی، یہ بعض سیرت نگاروں کا قیاس ہے۔ اس کی نہ تو کوئی سند ہے اور نہ دلیل، اس لئے نہ اس کی تصدیق مناسب ہے اور نہ تردید۔

بیشتر قدیم وجدید مسلمان سیرت نگار اور مستشرقین لکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی حالت ابتدا ہی سے کم زور تھی، لیکن آپ کی ۵۳ سالہ مکی زندگی کی معاشی حالت کا تجزیہ اس کی تائید نہیں کرتا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق اشراف مکہ کے ایک ممتاز ترین اور معاشی لحاظ سے خوش حال اور متمول گھرانے سے تھا۔ آپ کے والد حضرت عبداللہ ایک خوش حال، کام یاب اور تجربہ کار تاجر تھے۔ آپ کے دادا عبدالمطلب اور پردادا ہاشم کی دولت وتجارت اور سخاوت ومہمان نوازی کسی شک وشبہ سے بالاتر ہے، جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ ایسے میں یہ بیان درست معلوم نہیں ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مالی حالت ابتدا میں کم زور تھی۔

خیر و برکت کا نزول

پانچ سال آپ حلیمہ سعدیہ کے پاس رہے۔ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ ان دنوں بنی سعد کی سرزمین سے زیادہ کسی جگہ قحط نہ تھا، میری بکریاں شام کو چراگاہ سے واپس آتیں تو ان کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہوتے تھے، ہم ان سے اپنی ضرورت کے مطابق دودھ نکال لیتے۔ دوسروں کی بکریاں بالکل بھوکی

۲۱۔ازرقی: ج۲،ص۱۶۱

آتیں اور ان کے تھنوں میں دودھ بھی نہ ہوتا۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے اپنے چرواہوں کو کہا کہ تم بھی اسی جگہ چرایا کرو جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں۔ چناں چہ ان چرواہوں نے ایسا ہی کیا مگر پھر بھی شام کو میری بکریاں پیٹ بھرے ہوئے اور دودھ سے لب ریز آئیں اور دوسروں کی بکریاں بھوکی اور خالی تھن آئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسی طرح خیر و برکت عطا فرماتا رہا اور ہم اس کا مشاہدہ کرتے رہے۔ (۲۲)

ہوازن کا قبیلہ جسے بنوسعد بھی کہتے ہیں فصاحت و بلاغت میں مشہور تھا۔ بچپن اس قبیلے میں گزارنے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی صحت پر بھی خوش گوار اثر پڑا اور آپ زبان دانی میں بھی ماہر ہو گئے۔ پھر آپ اپنی والدہ حضرت آمنہ کے پاس واپس آ گئے اور ایک سال تک ان کی پرورش میں رہے۔ جب آپ کی عمر ۶ برس ہوئی تو آپ کی والدہ آپ کو لے کر مدینہ منورہ گئیں، وہاں ایک مہینے قیام کر کے مکے واپس آ رہی تھیں کہ دوران سفر ہی مقام ابواء میں ان کا انتقال ہو گیا اور وہیں دفن ہوئیں۔ اس سفر میں آپ ﷺ کی کنیز ام ایمن آپ کے ساتھ تھیں، وہ آپ کو لے کر مکے آئیں اور آپ کو دادا عبدالمطلب کے سپرد کر دیا۔ (۲۳)

عبدالمطلب کی کفالت

آپ کے دادا عبدالمطلب آپ سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ وہ پیار سے آپ کی پشت پر ہاتھ پھیرتے اور ہمیشہ آپ کو اپنے ساتھ رکھتے اور کسی وقت جدا نہ کرتے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ عبدالمطلب کے لئے خانہ کعبہ کے سائے میں ایک فرش بچھایا جاتا تھا اور ان کے آنے سے پہلے کوئی شخص اس پر بیٹھنے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔ ان کی اولاد بھی اس کے اردگرد بیٹھتی تھی، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آ کر بلا تکلف اس فرش پر بیٹھ جاتے۔ آپ کے چچا آپ کو وہاں سے ہٹانا چاہتے تو عبدالمطلب ان کو دیکھ کر کہتے کہ میرے بیٹے کو چھوڑو، خدا کی قسم اس کی ایک خاص شان ہوگی۔ پھر وہ آپ کو بلا کر اپنے قریب بٹھاتے اور آپ کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ پھیرتے اور آپ کو دیکھ کر خوش ہوتے۔ (۲۴)

ایک روایت میں ہے کہ عبدالمطلب آپ کے بغیر کھانا نہیں کھاتے تھے بل کہ کہتے کہ میرے بیٹے کو لاؤ۔ پھر آپ کو لایا جاتا تب عبدالمطلب کھانا کھاتے۔ (۲۵)

عبدالمطلب کی عمر کا پیمانہ بھی لب ریز ہو رہا تھا۔ حضرت آمنہ کی وفات کے دو سال بعد ہی ان کی

۲۲۔ ابن ہشام۔ السیرۃ النبویہ: ج۱، ص۱۸۵۔ عیون الاثر: ج۱، ص۹۳

۲۳۔ ابن سعد: ج۱، ص۹۴۔ عیون الاثر: ج۱، ص۹۹ ۲۴۔ شامی: ج۲، ص۱۲۹

۲۵۔ ابن سعد: ج۱، ص۹۵۔ ابن ہشام: ج۱، ص۱۹۰۔ ابن کثیر: ج۱، ص۲۴۰

وفات ہوگئی۔راجح قول کے مطابق اس وقت آپ کی عمر صرف آٹھ سال تھی۔عبدالمطلب کی وفات پر مکے کے لوگ اس قدر روئے کہ ان کے بعد کسی اور کے مرنے پر اتنا نہیں روئے۔ان کی وفات پر مکے کا شہر بھی کئی روز بند رہا۔(۲۶)

اب تک کی گفت گو سے یہ بات بالکل واضح اور صاف ہے کہ عبدالمطلب کی وفات تک یعنی آٹھ سال کی عمر تک معاشی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذرا بھی عسرت وتنگی کا سامنا نہ تھا۔اس لئے کہ دادا کی طرف سے جولاڈو پیار آپ کو ملا وہ کسی ماں باپ والے بچے سے کم نہ تھا اور دادا کی سخاوت وفیاضی اور تمول مسلم ہے۔البتہ ابو طالب کی کفالت کے ابتدائی چند برس ایسے ہو سکتے ہیں، جن میں آپ کو کسی قدر عسرت وتنگی کا سامنا رہا ہو، کیوں کہ ابو طالب کثیر العیال تھے اور ان کی آمدنی محدود تھی۔

چناں چہ واقدی کی روایت میں ہے کہ ابو طالب کے مالی حالت بہتر نہ تھے (وکان ابو طالب لا مال له) اور جب بھی ابو طالب کے اہل خانہ تنہا تنہا یا مل کر کھانے بیٹھتے تو سیر نہ ہو پاتے تھے، ہاں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کھانے میں شریک ہو جاتے تو سب سیر ہو جاتے تھے۔

عبدالمطلب نے اپنی وفات کے وقت اپنے بیٹے ابو طالب کو بلا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت ان کے حوالے کی۔آپ کے چچا ابو طالب اور آپ کے والد عبداللہ حقیقی بھائی تھے۔انہوں نے اس ذمے داری کو جس حسن وخوبی سے ادا کیا وہ ان کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔وہ اپنی اولاد سے زیادہ آپ سے محبت کرتے تھے۔ہمیشہ آپ کو اپنی نظروں کے سامنے رکھتے، اپنے پاس سلاتے اور کہیں جاتے تو آپ کو ساتھ لے جاتے۔آپ کو بھی چچا سے بے انتہا محبت تھی۔افسوس کہ ابو طالب اس والہانہ اور عاشقانہ کفالت کے باوجود ایمان کی دولت اور اسلام کی نعمت سے محروم رہے۔(۲۷)

بکریاں چرانا

جب آپ حلیمہ سعدیہ کے پاس تھے تو اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرایا کرتے تھے۔اسی طرح آپ نے بڑے ہو کر بھی بکریاں چرائیں۔اونٹ، گائے کے مقابلے میں بکریوں کا چرانا زیادہ دشوار ہے۔بکریاں کبھی ایک چراگاہ میں جاتی ہیں اور کبھی دوسری میں، ابھی اس طرف دوڑ رہی ہیں اور دوسرے ہی لمحے دوسری طرف دوڑتی ہوئی نظر آتی ہیں۔چرواہاں ان کا ہر طرح خیال رکھتا ہے کہ کوئی درندہ یا بھیڑیا ان کی تاک میں تو نہیں اور کوشش کرتا ہے کہ تمام بکریاں ایک جگہ جمع رہیں اور کوئی گلے سے

۲۶۔شامی: ج ۲، ص ۱۳۵

۲۷۔ابن سعد: ج ۱، ص ۹۶۔بلاذری۔انساب الاشراف: ج ۱ ص ۱۰۵

علیحدہ نہ ہونے پائے، تاکہ وہ درندوں سے محفوظ رہیں۔ اسی طرح انبیا علیہم السلام بھی دن رات امت کی اصلاح کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ امتی تو بکریوں کی طرح ادھر ادھر بھاگتے پھرتے ہیں اور انبیا علیہم السلام کمال شفقت سے ان کو اپنی طرف بلاتے رہتے ہیں۔ امت کی بے اعتنائی سے ان کو جو تکلیف پہنچتی ہے اس پر صبر کرتے ہیں اور کسی وقت بھی دعوت وتبلیغ اور ارشاد وتعلیم سے اکتاتے اور گھبراتے نہیں۔ جس طرح بکریاں درندوں کے حملوں سے بے خبر ہوتی ہیں اسی طرح امت کے لوگ نفس وشیطان کے حملو سے بے خبر ہوتے ہیں۔ انبیا علیہم السلام ہر وقت اس فکر میں رہتے ہیں کہ کہیں نفس وشیطان ان کو اچک نہ لیں۔ (۲۸)

حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم مقام مر الظہر ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ہم وہاں پیلو کے پھل چننے لگے تو آپ نے فرمایا:

علیکم بالاسود منه فانه ایطب فقال اکنت ترعی الغنم؟ قال نعم وهل من نبی الا رعها (۲۹)

تم سیاہ رنگ کے پیلو چنو، وہ زیادہ لذیذ ہوتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ کیا آپ بکریاں چراتے تھے؟ آپ نے فرمایا ہاں کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم نے فرمایا:

مابعث الله نبیا الا رعی الغنم فقال اصحابه وانت؟ فقال نعم کنت ارعاها علی قراریط لاهل مکة (۳۰)

اللہ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ صحابہ نے عرض کی، کیا آپ نے بھی؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں میں بھی اہل مکہ کی بکریاں چند قیراط پر چرایا کرتا تھا۔

اس حدیث کی تشریح میں علما ومحققین کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس حدیث میں جو لفظ قراریط آیا ہے وہ قیراط کی جمع ہے جو درہم یا دینار کے ایک حصے کو کہتے ہیں۔ اس حدیث کی رو سے آپ اہل مکہ کی بکریاں اجرت پر چرایا کرتے تھے۔ بخاری نے اس حدیث کو کتاب الاجارہ میں نقل کیا ہے۔ بعض دوسرے علما کے نزدیک قراریط ایک مقام کا نام ہے، جو اجیاد کے قریب تھا۔ لہٰذا آپ نے اجرت پر بکریاں نہیں چرائیں بل کہ مقام قراریط پر چرائی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں لاھل مکۃ کے

۲۸۔ فتح الباری: ج ۴، ص ۵۵۷۔ حاشیہ عیون الاثر: ج ۱، ص ۱۱۲

۲۹۔ بخاری: ج ۳، ص ۴۶۳، رقم ۵۴۵۳

۳۰۔ بخاری: ج ۲، ص ۵۶، رقم ۲۲۶۲۔ ابن ماجہ: باب الصناعات فی التجارات

الفاظ بتا رہے ہیں کہ آپ اہل مکہ کی بکریاں اجرت پر چرایا کرتے تھے۔ ورنہ بلا اجرت اہل مکہ کی بکریاں چرانے کے کیا معنی؟

حضرت ابوسعید خدریؓ اور نضر بن حزن سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ اونٹ والے اور بکریوں والے آپس میں فخر کرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ موسیٰ نبی بنا کر بھیجے گئے وہ بکریاں چرانے والے تھے، اور داؤد نبی بنا کر بھیجے گئے وہ بھی بکریاں چرانے والے تھے، اور میں نبی بنا کر بھیجا گیا اور میں بھی اپنے گھر والوں کی بکریاں مقام اجیاد میں چرایا کرتا تھا۔ (۳۱)

آپ کا شغل تجارت

قریش کے دوسرے لوگوں کی طرح ابو طالب بھی تجارت کے لئے شام وغیرہ جایا کرتے تھے۔ ابو طالب کے ساتھ ﷺ آپ نے شام کا پہلا سفر ۱۲ سال کی عمر میں کیا۔ پھر آپ نے ان کے ساتھ مزید تجارتی سفر کئے اور ان میں خرید و فروخت کا تعارف اور ان کی بنیادی معلومات حاصل کیں۔ چناں چہ بڑے ہو کر آپ نے بھی حصول معاش کے لئے اسی خاندانی پیشے یعنی تجارت کو اپنایا۔ اس زمانے میں لوگ عام طور پر اپنا سرمایہ کسی تجربہ کار اور دیانت دار شخص کو دے کر اسے منافع میں شریک کر لیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسی شرکت کو خوشی سے قبول فرمالیا کرتے تھے۔ چناں چہ تجارت کے سلسلے میں آپ نے متعدد سفر کئے، جن میں شام، بصریٰ، یمن اور عرب کے دیگر مقامات جہاں بازار لگتے تھے، شامل ہیں۔ حضرت خدیجہ کا سامان تجارت شام لے جانے سے پہلے آپ متعدد لوگوں کے ساتھ تجارتی معاملات کر کے اپنی ساکھ بنا چکے تھے۔

تجارت میں بھی آپ ہمیشہ معاملہ صاف رکھتے تھے اس سلسلے میں جن لوگوں سے آپ کو واسطہ پڑا وہ بھی اس کی شہادت دیتے تھے۔ عبداللہ بن ابی الحمسا کہتے ہیں کہ میں نے بعثت سے پہلے ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خرید و فروخت کا معاملہ کیا تھا۔ میرے ذمے کچھ دینا باقی تھا۔ میں نے آپ سے وعدہ کیا کہ میں ابھی لے کر آتا ہوں۔ پھر میں گھر جا کر اپنا وعدہ بھول گیا۔ تین روز بعد یاد آیا۔ میں فوراً وعدہ گاہ پر آیا تو آپ کو اسی جگہ منتظر پایا۔ آپ نے صرف اتنا فرمایا:

یافتی لقد شققت لی، انا ھھنا منذ ثلاث انتظرك (۳۲)

۳۱۔ مسند احمد: ج ۳، ص ۵۲۵۔ فتح الباری: ج ۴، ص ۵۵۶۔ مسند ابوداؤد الطیالسی: ج ۲، ص ۱۶۳

۳۲۔ ابوداؤد: ج ۴، ص ۳۲۷، رقم ۴۹۹۶

اے نوجوان! تم نے مجھے زحمت دی، میں تین دن سے اسی جگہ تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔

عبداللہ بن سائب کہتے ہیں کہ میں زمانۂ جاہلیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک تجارت تھا۔ جب میں مسلمان ہوکر آپ کی خدمت اقدس میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا مجھے پہچانتے ہو۔ میں نے عرض کیا کیوں نہیں، آپ تو میرے شریک تجارت تھے اور کیا ہی اچھے شریک، نہ کسی بات کو ٹالتے تھے اور نہ کسی بات میں جھگڑتے تھے۔ (۳۳)

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو چند اونٹ فروخت کئے۔ جب وہ چلا گیا تو آپ کو خیال ہوا کہ ان میں ایک اونٹ لنگڑا تھا۔ آپ فوراً اس کی تلاش میں نکلے اور اس کو قیمت لوٹا کر اونٹ واپس لے لیا۔

قیس بن سائب مخزومی ایک اور صحابی زمانۂ جاہلیت میں آپ کے شریک تجارت تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر کوئی ساتھی نہیں پایا۔ اگر ہم آپ کا سامان لے جاتے تو واپسی پر آپ ہمارا استقبال کرتے اور خیر و عافیت پوچھتے اور جب ہم حساب دیتے تو اس پر کوئی تکرار نہیں فرماتے تھے۔ اور جب آپ سفر سے لوٹتے تو جب تک حساب صاف نہ کر لیتے گھر نہ لوٹتے تھے۔ (۳۴)

حضرت سعد بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کا شریک تجارت تھا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ ایمان دار پایا۔ نہ تو آپ نے کبھی جھگڑا کیا نہ غلط بیانی سے کام لیا۔ (۳۵)

حضرت خدیجہؓ کا مال تجارت لے کر جانا

حضرت خدیجہ مکے کے ایک نہایت شریف خاندان کی بڑی مال دار اور ممتاز تاجرہ تھیں۔ جب کوئی تجارتی قافلہ روانہ ہوتا تو اس میں تنہا حضرت خدیجہ کا مال تجارت تمام قریش کے مال کے برابر ہوتا تھا۔ حضرت خدیجہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی، دیانت داری اور کارگزاری کی شہرت سن کر خود آپ کو پیغام بھیجا کہ اگر آپ میرا مال تجارت لے کر شام جائیں تو جو معاوضہ میں اوروں کو دیتی ہوں اس کا دوگنا آپ کو دوں گی۔ آپ ﷺ نے اس کو قبول فرمالیا اور حضرت خدیجہ کا مال تجارت لے کر بصریٰ تشریف لے گئے جو شام کا ایک مشہور شہر ہے۔ اس سفر میں حضرت خدیجہ کا غلام میسرہ آپ کے ہم راہ تھا۔

میسرہ کا بیان ہے کہ گرمی کے اوقات میں دو فرشتے آپ ﷺ پر سایہ کئے رہتے تھے۔ اور جب آپ ظہر کے وقت اس سفر سے واپس مکے آئے۔ اس وقت بھی دو فرشتے آپ پر سایہ کئے ہوئے تھے۔ اس منظر کو حضرت خدیجہ نے خود ایک بالا خانے سے دیکھا اور ایک روایت کے مطابق دوسری عورتوں کو بھی دکھایا۔ (۳۶)

۳۳۔ ابن الجبر۔ الاصابہ: ترجمہ عبداللہ بن سائب ۳۴۔ الاصابہ: ترجمہ قیس بن سائب

۳۵۔ ایضاً: ترجمہ سعد ۳۶۔ زرقانی: ج ۱، ص ۱۹۹۔ عیون الاثر: ج ۱، ص ۱۱۷

یہ سفر توقع سے زیادہ کام یاب رہا۔ چناں چہ اس مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے حضرت خدیجہ کو اتنا نفع ہوا کہ اس سے پہلے کبھی اتنا نفع نہیں ہوا تھا۔ لہٰذا حضرت خدیجہ نے جو معاوضہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طے کیا تھا خوش ہو کر اس سے زیادہ دیا۔ حضرت خدیجہ نے شام کے علاوہ جہاں جہاں آپ کو تجارت کے لئے بھیجا ان میں جرش بھی شامل ہے جو یمن میں ہے۔ آپ جرش دو دفعہ تشریف لے گئے اور ہر دفعہ حضرت خدیجہ نے معاوضے میں ایک اونٹ دیا۔ (۳۷)

نکاح

حضرت خدیجہ نے اپنے غلام میسرہ کی زبانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کے حالات وغیرہ سن کر اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل سے بیان کئے۔ ورقہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے اور تورات اور انجیل کے بڑے عالم تھے، اور سریانی زبان سے عربی زبان میں انجیل کا ترجمہ کیا کرتے تھے۔ ورقہ نے تمام گفت گو سن کر کہا کہ خدیجہ اگر یہ واقعات سچے ہیں تو پھر یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کے نبی ہیں، اور میں خوب جانتا ہوں کہ امت میں ایک نبی ہونے والے ہیں جن کا ہمیں انتظار ہے، اور ان کا زمانہ قریب آ گیا ہے۔ یہ باتیں سن کر حضرت خدیجہ کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کا شوق پیدا ہوا۔ چناں چہ شام کے سفر سے واپسی کے دو مہینے اور پچیس روز بعد خود حضرت خدیجہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کا پیغام دیا۔ آپ نے اپنے چچا کے مشورے سے اس کو قبول فرمالیا۔ مقررہ تاریخ پر آپ اپنے چچا ابو طالب، حضرت حمزہ اور خاندان کے دیگر افراد کے ہم راہ حضرت خدیجہ کے گھر تشریف لے گئے۔ نکاح کے وقت ابو طالب نے نہایت بلیغ خطبہ پڑھا۔ ان کے بعد ورقہ بن نوفل نے بھی خطبہ پڑھا۔ (۳۸)

حضرت خدیجہؓ کا مہر

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مہر کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں۔ ابن ہشام کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بیس جوان اونٹ مہر میں دیئے تھے۔ ابو طالب نے ان کا مہر ۱۲ اوقیہ چاندی اور بیس درہم مقرر کیا تھا۔ ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اس طرح ۱۲ اوقیہ ۴۸۰ درہم کے برابر ہوئے۔ اس میں ۲۰ درہم ملانے سے کل ۵۰۰ درہم ہو گئے۔ (۳۹)

مہر کی مندرجہ بالا رقم سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت خدیجہ سے نکاح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ

۳۷۔ حلبی: ج ا، ص ۲۲۰، ۲۲۱ ۳۸۔ ابن کثیر: ج ا، ص ۲۶۲، ۲۶۸۔ حلبی: ج ا، ص ۲۲۷

۳۹۔ ابن ہشام: ص ۲۱۴۔ زرقانی: ج ا، ص ۲۰۲۔ حلبی: ج ا، ص ۲۲۷

وسلم مالی اور معاشی طور پر کس قدر مستحکم ہو چکے تھے۔ اس طرح مکی زمانۂ قیام میں آپ نے ایک خوش حال زندگی گزاری تھی۔

بعثت کے بعد شغل تجارت

ابن کثیر نے مشہور جاہلی شاعر امیہ بن ابی صلت کے تذکرے میں طبرانی کی ایک طویل روایت بیان کی ہے کہ ابوسفیان بن حرب اپنے دوست امیہ بن ابی صلت ثقفی کے ہم راہ تجارت کی غرض سے شام گئے۔ وہاں دو ماہ قیام کر کے مکے واپس آئے۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ پھر میں مکے سے یمن کے تجارتی سفر پر چلا گیا۔ میں نے وہاں پانچ مہینے قیام کیا پھر مکے واپس آ گیا۔

لوگ میری قیام گاہ پر آ کر مجھ سے ملنے لگے اور اپنے سامان تجارت کے بارے میں پوچھنے لگے، یہاں تک کہ محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لائے۔ اس وقت (میری بیوی) ہند میرے پاس بیٹھی ہوئی اپنے بچوں سے کھیل رہی تھی۔ آپ نے مجھے سلام کر کے مبارک باد دی اور مجھ سے میرے سفر اور قیام کے بارے میں گفت گو کی، لیکن اپنے سامان تجارت کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا۔ پھر آپ اٹھ کر تشریف لے گئے۔

ابوسفیان نے (اپنی بیوی) ہند سے کہا کہ واللہ مجھے آپ پر بڑا تعجب ہے۔ قریش کا کوئی آدمی ایسا نہیں جس کا سامان تجارت میرے پاس ہو اور اس نے مجھ سے اس کے بارے میں نہ پوچھا ہو۔ مگر آپ نے اپنے سامان تجارت کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا، ابوسفیان کہتے ہیں کہ ہند نے مجھ سے کہا کہ کیا تمہیں ان کا حال معلوم نہیں؟ میں نے ڈرتے ہوئے پوچھا ان کا کیا حال ہے؟ ہند نے کہا کہ ان کا گمان ہے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں......... پھر ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں نکلا اور میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا کہ آپ سے میری ملاقات ہوگئی، میں نے آپ سے کہا کہ آپ کا سامان تجارت اتنا اتنا ہو گیا ہے اور اس میں نفع ہوا ہے۔ آپ کسی کو بھیج کر اسے منگوالیں۔ اور میں آپ سے وہ (حصہ) بھی نہیں لوں گا جو میں اپنی قوم سے لیتا ہوں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ تب تو میں نہ لوں گا۔ میں نے کہا آپ کسی کو بھیج دیں میں آپ سے اتنا معاوضہ لے لوں گا، جتنا اپنی قوم سے لیتا ہوں۔ چناں چہ آپ نے اپنا سامان تجارت منگوالیا اور میں نے آپ سے اتنا معاوضہ لے لیا جتنا دوسروں سے لیا تھا۔ (۴۰)

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ بعثت کے بعد بھی آپ تجارت میں فعال دل چسپی رکھتے رہے اور آپ کی تجارت کا سلسلہ جاری رہا۔ البتہ نبوت کے کام کی ہمہ وقت مصروفیت کی بنا پر آپ کو تجارتی اسفار

۴۰۔ ابن کثیر۔ البدایہ والنہایہ: ج ۲، ص ۲۴۴

کے لئے وقت نہیں ملتا تھا، اس لئے مکے کے دوسرے تاجروں کی مانند آپ بھی مضاربت کی بنیاد پر اپنا مال تجارت دوسروں کو دیتے تھے۔اس طرح بعثت کے بعد بھی آپ کی تجارت جاری رہی۔

دور جاہلیت میں وراثت کی تقسیم

زمانۂ جاہلیت میں عرب کے لوگ اپنی لڑکیوں کو میراث میں حصہ نہیں دیتے تھے۔اسی طرح متوفی کی بیوی صرف ترکے ہی سے محروم نہیں رہتی تھی بل کہ وہ خود بھی کسی وارث کو ترکے میں مل جاتی تھی۔متوفی کے چھوٹے لڑکے بھی میراث میں حصہ پانے سے محروم رہتے تھے۔متوفی کے صرف بڑے بیٹے کو میراث میں حصہ ملتا تھا۔اگر بڑا بیٹا نہ ہوتا تو متوفی کا باپ یا بھائی میراث میں حصہ پاتا، کیوں کہ عرب کے لوگ زمانۂ جاہلیت میں صرف ان کو میراث میں حصہ دیتے تھے جو دشمن سے جنگ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

جصاص کہتے ہیں کہ جاہلیت میں لوگ دو طرح سے وارث ہوتے تھے۔ایک نسب سے، دوسرے سبب سے۔نسب کے اعتبار سے چھوٹے بچوں اور عورتوں کو وراثت میں حصہ نہیں ملتا تھا۔یہ صرف ان بڑوں کے لئے تھا جو دشمن سے لڑنے کے قابل ہوتے تھے۔اور سبب سے دو طرح کی وراثت ملتی تھی۔ایک معاہدے کے ذریعے (جو بھی معاہدہ دونوں فریقوں میں طے پایا جاتا) دوسرے منہ بولے بیٹوں کو۔ اسلام نے ان دونوں احکامات کو منسوخ کر دیا اور عورتوں کے لئے یہ حکم دیا کہ **للذکر مثل حظ الانثیین** ''مردوں کے لئے عورتوں سے دگنا حصہ ہے''۔(۴۱)

امام بغوی کہتے ہیں کہ دور جاہلیت میں وراثت صرف مردوں اور طاقت وروں کا حصہ سمجھی جاتی تھی اس لئے عورتیں اور بچے وارث نہیں ہوتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے **للرجال نصیب مماترك الوالدان والاقربون ......** (۴۲) فرما کر اس طریقے کو ختم فرما دیا۔(۴۳)

تفسیر قرطبی میں ہے کہ اہل جاہلیت، میت کے وارثوں میں سے کسی کے لئے بھی میراث تقسیم نہیں کرتے تھے۔وہ اپنے چھوٹے لڑکوں میں سے جس نے دشمن کا سامنا نہ کیا ہو یا اس نے جنگوں میں قتال نہ کیا ہو اس کو میراث نہیں دیتے تھے۔اور نہ وہ اپنی عورتوں کو میراث دیتے تھے اور وہ میراث کو اولاد کی بہ جانے مقاتلے کے ساتھ مشروط کرتے تھے۔(۴۴)

۴۱۔ابوبکر الجصاص۔احکام القرآن۔بیروت، دار احیاء التراث العربی ۱۴۰۵ھ: ج ۳،ص ۲

۴۲۔النساء: ۷

۴۳۔ابو محمد الحسین بن مسعود بن محمد البغوی۔معالم التنزیل۔بیروت، دار احیاء التراث العربی ۱۴۲۰ھ: ج ۱،ص ۵۷۴

۴۴۔قرطبی۔جامع البیان۔بیروت، دار ابن حزم: ۳،ص ۳۴۵،

حضرت خدیجہ کی میراث

بعثت کے دس سال بعد اوائل دس نبوی قمری (اوائل ۱۰ نبوی قمریہ شمسی / اواخر ۶۱۸ء) میں حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوئی۔ حضرت خدیجہ کا پہلا نکاح عتیق بن عائذ مخزومی سے ہوا، ان سے ہند نامی لڑکی پیدا ہوئی۔ ان کا دوسرا نکاح ابو ہالہ سے ہوا۔ ان سے دو لڑکے حارث اور ہند پیدا ہوئے (ہند نام لڑکے اور لڑکی دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے) حضرت خدیجہ کا تیسرا نکاح رسول اللہ ﷺ سے ہوا۔

زمانہ جاہلیت کے دستور کے مطابق حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد ان کی میراث میں سے ان کی ہند نامی لڑکی کو جو ان کے پہلے شوہر عتیق بن عائذ سے تھی حصہ ملنے کا کوئی سوال ہی نہیں کہ عرب کے لوگ لڑکیوں کو میراث میں حصہ نہیں دیتے تھے، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ دوسرے شوہر سے جو دو لڑکے تھے، ان میں سے حارث کا انتقال حضرت خدیجہ کی حیات ہی میں ۵ نبوی قمری (۵ نبوی قمریہ شمسی/ ۶۱۳ء) کو ہو گیا، لہٰذا میراث میں ان کے حصے کا بھی سوال نہیں رہا۔ تیسرا ہند نامی لڑکا تو اس کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں ملتی۔ لہٰذا امکان یہ ہے کہ حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد ان کی تمام جائداد اور مال و دولت وراثت میں آپ ﷺ کو ملی ہو گی۔

آپ کی ہجرت

بعثت کے چودھویں سال جمادی الاولیٰ ا ہجری قمری/ نومبر ۶۲۲ء میں اللہ کے حکم سے آپ نے مکے میں اپنا گھر بار، مال و اسباب وغیرہ سب کچھ چھوڑ کر حضرت ابوبکر کے ہم راہ خالی ہاتھ مدینے ہجرت فرمائی۔ جس اونٹنی پر آپ نے مکے سے مدینے تک سفر کیا تھا وہ بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ادھار خریدی تھی۔ البتہ حضرت ابوبکر صدیق نے مدینے ہجرت کرتے وقت اپنا تمام نقد مال جو اس وقت ان کے گھر میں موجود تھا، ہم راہ لے لیا۔ اس کی مالیت اس وقت ایک قول کے مطابق پانچ ہزار درہم تھی۔ (۴۵)

بلاذری کہتے ہیں کہ جس دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تھا اس دن ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔ ہجرت کے وقت ان کے پاس پانچ ہزار یا چار ہزار درہم تھے۔ (۴۶)

مدنی دور میں معیشت نبوی

مکے سے ہجرت کر کے آپ قبا پہنچے اور قبیلۂ عمرو بن عوف کے سردار کلثوم بن الہدم کے مکان پر قیام فرمایا۔ قبا میں قیام کے دوران آپ کی معاشی اور دیگر ضروریات حضرت کلثوم بن الہدم رضی اللہ عنہ نے فراہم کیں۔

۴۵۔ شامی: ج ۳، ص ۲۳۹ ۴۶۔ بلاذری: ج ۱، ص ۳۰۸

پھر قبا سے مدینے کے لئے روانہ ہو کر راستے میں بنی سالم کی مسجد میں نماز جمعہ پڑھی جو وادیٔ رانونا ء میں واقع تھی۔ نماز سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت فصیح وبلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ مدینے میں یہ آپ کا سب سے پہلا خطبہ اور سب سے پہلی نماز جمعہ تھی جس میں ایک سو اہل مدینہ شریک تھے۔ (۴۷)

مدینے پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر پر قیام فرمایا اور ان ہی کی طرف سے آپ کے کھانے پینے کا انتظام تھا۔ حضرت ابوایوب دونوں وقت آپ کی خدمت میں کھانا پیش کرتے اور جو کچھ کھانا بچ جاتا وہ ابوایوب اور ان کی اہلیہ کھاتے۔ ابوایوب کہتے ہیں کہ ایک روز ہم نے کھانے میں (کچا) لہسن اور پیاز شامل کردیا۔ آپ نے یہ کھانا تناول فرمائے بغیر واپس فرمادیا۔ میں گھبرا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج آپ نے کھانا واپس فرمادیا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کھانے میں لہسن اور پیاز کی بو تھی اس لئے میں نے اس کو واپس کردیا کیوں کہ میں فرشتوں سے ہم کلام ہوتا ہوں اور ایسے کھانے سے پرہیز کرتا ہوں۔ حضرت ابوایوب کہتے ہیں کہ پھر اس کے بعد ہم نے کبھی آپ کے کھانے میں (کچا) لہسن اور پیاز شامل نہیں کیا۔ (۴۸)

آپ ﷺ ابوایوب کے ہاں سات ماہ تک قیام پذیر رہے۔ (۴۹)

آپ ﷺ کی اونٹنی حضرت اسعد بن زرارہ اپنے گھر لے گئے۔ اس کا کھانا پینا اور دیکھ بھال ان ہی کے سپرد ہوئی۔ (۵۰)

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اونٹنی کو دیکھ بھال کے لئے حضرت ابی بن کعب اپنے گھر لے گئے، مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ (۵۱)

خوردونوش کی اشیاہدیتاً بھیجنا

۱۰ سالہ مدنی قیام کے ابتدائی دو سال یا کچھ کم وبیش میں آپ کی معاش کا انحصار لوگوں کی طرف سے ضیافت اور ہدایا پر رہا۔ ڈاکٹر حمید اللہ کہتے ہیں کہ مدینے ہجرت کے بعد غزوہ بدر تک کا وقت آپ نے بہ طور مہمان گزارا (۵۲) ابوایوب انصاری کے ہاں قیام کے دنوں میں بھی کئی صحابہ کرام کے ہاں سے باری باری کھانا آتا تھا۔ کوئی روٹی، گھی اور دودھ سے بنا ہوا ثرید لاتا، کہیں سے خاص قسم کا شوربہ آتا، کوئی

۴۷۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۲۳۷۔ ابن قیم۔ زادالمعاد: ج ۱، ص ۳۷۳

۴۸۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۲۳۹۔ ابن کثیر: ج ۲، ص ۲۷۶، ۲۷۷

۴۹۔ بلاذری: ج ۱، ص ۳۱۴

۵۰۔ بلاذری: ج ۱، ص ۳۱۴۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۱۸۳

۵۱۔ بلاذری: ج ۱، ص ۳۱۴

۵۲۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ۔ خطبات بہاولپور۔ ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد: ص ۳۶۷

کھجور، گھی اور پنیر سے بنا ہوا حیس بھیجتا۔ کبھی طائف کے انگور آتے تو کبھی دودھ کا ہدیہ آتا۔ کبھی خشک اور تازہ کھجور کے خوشے آتے۔ غرض مختلف دنوں اور اوقات میں مختلف قسم کی اشیاء خورد ونوش ہدیے میں آتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ضرورت وخواہش کے مطابق ان میں سے استعمال کرتے، صحابہ کرام میں سے اس وقت جو آپ کے پاس موجود ہوتے ان کو بھی استعمال کراتے اور جو کچھ بچ جاتا وہ لانے والے کو واپس فرمادیتے۔ اس سلسلے میں سیرت نگاروں کے کچھ اقوال اور حدیث کی روایتیں یہ ہیں۔

زید بن ثابت کہتے ہیں کہ ابوایوب انصاری کے ہاں قیام کے دنوں میں سب سے پہلا ہدیہ جو آپ کے پاس آیا وہ میری ماں کا بھیجا ہوا، روٹی، گھی اور دودھ سے بنا ہوا ثرید تھا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ پیالہ میری ماں نے بھیجا ہے۔ آپ نے میرے لئے برکت کی دعا فرمائی اور اپنے اصحاب کو بلایا اور اس کو نوش فرمایا۔ (۵۳)

ابوایوب انصاری کے ہاں قیام کے دنوں میں بنونجار باری باری آپ کے لئے کھانا لاتے تھے۔ ام یزید بن ثابت نے آپ کے لئے دودھ، گھی وغیرہ سے تیار کیا ہوا ثرید بھیجا تھا۔ (۵۴)

ایک روایت یہ بھی ہے کہ اسعد بن زرارہ ایک رات چھوڑ کر دوسری رات کو آپ کے لئے (کھانے کی کوئی چیز) لاتے تھے۔ جب وہ متوقع رات آتی تو آپ دریافت فرماتے کہ کیا اسعد کے ہاں سے (کھانے کا) پیالہ آیا ہے۔ جب اثبات میں جواب ملتا تو آپ فرماتے کہ اس کو لے آؤ۔ آپ کو ان کا بھیجا ہوا کھانا بہت پسند تھا۔ (۵۵)

ابن سعد کہتے ہیں کہ حضرت ابوایوب انصاری کے ہاں قیام کے دوران جو تقریباً سات ماہ رہا، کوئی رات ایسی نہیں گزری جب باری باری تین چار صحابہ کرام کے گھروں سے آپ کے لئے کھانا نہ آیا ہو۔ (۵۶)

حضرت سعد بن عبادہ نے ایک مرتبہ ایک پیالہ بھیجا جس میں ایک خاص قسم کا شوربہ تھا۔ آپ نے اس کو بڑی رغبت سے تناول فرمایا۔ (۵۷)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرب لبنا فمضمض وقال ان له دسما (۵۸)

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا پھر کلی کی اور فرمایا کہ اس میں چکنائی

۵۳۔ ابن سعد: ج ۱ ص ۱۸۳
۵۴۔ بلاذری: ج ۱ ص ۳۱۴
۵۵۔ بلاذری: ج ۱ ص ۳۱۵
۵۶۔ ابن سعد: ج ۱ ص ۱۸۳
۵۷۔ بلاذری: ج ۱ ص ۳۱۵
۵۸۔ بخاری: ج ۳ ص ۱۰۵، رقم ۵۶۰۹

ہوتی ہے (اس لئے تکلف ضروری ہے)

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پیتے دیکھا اور آپ حضرت انس کے گھر آئے ہوئے تھے۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے بکری کا دودھ دوہا اور اس میں کنوئیں کا تازہ پانی ملا کر آپ کو پیش کیا، آپ نے پیالہ لے کر پیا۔ آپ کے بائیں جانب ابوبکر اور دائیں جانب ایک اعرابی بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے باقی دودھ اعرابی کو دے دیا اور فرمایا:

الایمن فالایمن (۵۹)

دور دائیں طرف سے چلنا چاہئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

دخلت مع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی غلام لہ خیاط، فقدم الیہ قصعة فیھا ثرید قال واقبل علی عملہ. قال فجعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتتبع الدباء قال فجعلت اتتبعہ فاضعہ بین یدیہ، قال فمازلت بعد احب الدبّاء (۶۰)

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے ایک غلام کے پاس گیا جو درزی تھے۔ انہوں نے آپ کے سامنے ثرید کا ایک پیالہ پیش کیا۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ پھر وہ (درزی) اپنے کام میں لگ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے کدو تلاش کرنے لگے۔ پھر میں بھی اس میں سے کدو تلاش کر کے آپ کے سامنے رکھنے لگا۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں بھی کدو پسند کرنے لگ گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

ان الناس کانوا یتحرون بھدایاھم یوم عائشة، یبتغون بھا او یبتغون بذٰلك مرضاۃرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۶۱)

لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ بھیجنے کے لئے حضرت عائشہ کی باری کا انتظار کرتے تھے۔ اپنے اس ہدیئے سے یا اس خاص دن کے انتظار سے لوگ آپ کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

۵۹۔ بخاری: ج ۳، ص ۵۰۲، رقم ۵۶۱۲۔ مسلم: ج ۳، ص ۳۳۴، رقم ۲۰۲۹

۶۰۔ بخاری: ج ۳، ص ۴۵۶، رقم ۵۴۲۰   ۶۱۔ بخاری: ج ۲، ص ۱۴۹، رقم ۲۵۷۴

اهدت ام حفید، خالةابن عباس، الی النبی صلی الله علیه وسلم اقطا وسمناواضبا، فاکل النبی صلی الله علیه وسلم من الاقط والسمن، وترك الضب تقدرا (۶۲)

ان کی خالہ ام حفید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پنیر، گھی اور گوہ کا ہدیہ پیش کیا۔ آپ نے پنیر اور گھی میں سے تناول فرمایا لیکن گوہ پسند نہ ہونے کی بنا پر چھوڑ دی۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ نے پانی طلب فرمایا تو ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں آپ کو نبیذ پلاؤں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر وہ شخص دوڑتا ہوا گیا اور نبیذ کا ایک پیالہ لے کر آیا پھر آپ نے فرمایا:

اَلّا خمرته ولو تعرض علیه عودا، قال فشرب (۶۳)

تو نے اس کو ڈھانپا کیوں نہیں۔ ایک لکڑی ہی آڑی رکھ دیتا۔ پھر آپ نے اس کو پی لیا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں آپ کے پاس داخل ہوا تو آپ کے ہاتھ میں بہی تھے۔ آپ نے فرمایا:

دونکها یا طلحة! فانها تجم الفوء اد (۶۴)

اے طلحہ یہ لے لو۔ یہ دل کو راحت دیتا ہے۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے طائف سے انگور کا ہدیہ آیا۔ آپ نے مجھے بلا کر فرمایا:

خذ هذا العنقود فابلغه امك، فاکلته قبل ان ابلغه ایاها، فلما کان بعدلیالی قال مافعل العنقود؟ هل ابلغه امك؟ قلت لا قال فسمانی غدر (۶۵)

یہ خوشہ لو اور اپنی ماں کو دے دو۔ میں نے اماں کو دینے سے پہلے اس کو کھالیا۔ پھر کئی راتوں کے بعد آپ نے مجھ سے پوچھا اس خوشے کا کیا کیا؟ کیا تو نے اپنی اماں کو پہنچا دیا۔ میں نے کہا نہیں۔ پھر آپ نے میرا نام دغاباز رکھا (مذاق کے طور پر)

عمرو بن امیہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ اپنے ہاتھ سے بکری کے شانے کا گوشت کاٹ کر (تناول فرمارہے تھے) پھر آپ کو نماز کے لئے بلایا گیا تو آپ نے گوشت اور وہ

۶۲۔ بخاری: ج ۲، ص ۱۴۹، رقم ۵۷۵ ۲ ۶۳۔ مسلم: ج ۳، ص ۳۲۶، رقم ۲۰۱۱

۶۴۔ ابن ماجہ: ج ۴، ص ۴۳۴، رقم ۳۳۶۹ ۶۵۔ ابن ماجہ: ج ۴، ص ۴۳۴، رقم ۳۳۶۸

چھری جس سے گوشت کاٹ رہے تھے ڈال دی اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ پھر آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔(۶۶)

آپ کے لئے پھل مخصوص کرنا

ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں کہ مدینے کے انصار کسان اور زراعت پیشہ تھے۔ ان میں سے اکثر مال دار صحابہ نے آپ ﷺ کی اجازت سے اپنے باغوں میں ایک ایک درخت کو نشان زدہ کر کے اس کا پھل آپ کے لئے مخصوص کر دیا تھا۔ وہ ہر سال کھجور کی فصل کٹنے پر اس درخت کا تمام پھل آپ کو پہنچا دیتے تھے۔ اگر وہ پھل آپ کی ضرورت سے زیادہ ہوتا تو غریبوں اور مہمانوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔(۶۷)

غذائی ضروریات کے لئے بکریاں وغیرہ پالنا

رفتہ رفتہ جب آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کی تعداد میں اضافہ ہوا اور ان کی ضروریات بڑھیں تو آپ نے اپنی غذائی ضروریات کے لئے چند بکریاں خریدیں اور ان کا دودھ آپ کی ازواج میں خرچ ہوتا تھا۔ کبھی کبھی صحابہ کرام میں سے بعض لوگ دودھ والی اونٹنی یا بکری پیش کرتے اور درخواست کرتے کہ اس کو قبول فرمالیجئے۔ آپ اس کو قبول فرمالیتے اور کبھی قبول نہ فرماتے۔ آہستہ آہستہ بکریوں اور اونٹنیوں کی تعداد بڑھتی چلی گئی اور مدینے کے مضافات میں ان کے لئے ایک چراگاہ معین کی گئی، جہاں ایک صحابی رضا کارانہ طور پر ان جانوروں کی دیکھ بھال کرتے اور روزانہ ان کا دودھ چراگاہ سے مدینے لاکر آپ ﷺ کے ہاں پہنچاتے اور آپ کے اہل خانہ اس کو استعمال کرتے تھے۔(۶۸)

اپنے گھروں پر آپ کی ضیافت کرنا

صحابہ کرام ہدایا بھیجنے کے ساتھ ساتھ آپ کو اپنے گھروں پر بھی کھانے پر مدعو کرتے تھے۔ حضرت ابوطلحہ انصاری نے آپ کو کئی مرتبہ اپنے گھر کھانے پر مدعو کیا۔ ایک مرتبہ انہوں نے آپ کو صحابہ کرام سمیت اپنے گھر کھانے پر بلایا۔ غزوہ خندق کے موقع پر بھی انہوں نے آپ کو کھانے پر اپنے گھر بلایا تھا۔ ذیل میں چند دعوتوں کا ذکر کیا جارہا ہے۔

۶۶۔ بخاری: ج ۳، ص ۴۵۳، رقم ۵۴۰۸
۶۷۔ خطبات بہاول پور تصرفا: ص ۳۶۴
۶۸۔ خطبات بہاولپور تصرفا ۳۶۵

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ابوطلحہؓ نے اپنی بیوی ام سلیم سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز میں ضعف محسوس کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ بھوکے ہیں۔ کیا تمہارے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟ چناں چہ انہوں نے جو کی چند روٹیاں نکالیں، پھر انہوں نے اپنا دوپٹہ نکالا اور اس کے ایک حصے میں روٹیوں کو لپیٹ کر میرے کپڑے کے نیچے چھپادیا اور ایک حصہ مجھے چادر کی طرح اوڑھا دیا اور مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا۔ میں روٹیاں لے کر گیا اور رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں پایا اور آپ کے ساتھ کچھ لوگ تھے۔ میں ان سب کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کیا تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں۔ آپ نے دریافت فرمایا کھانے کے ساتھ؟ میں نے عرض کیا ہاں۔ پھر آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ۔ چناں چہ آپ روانہ ہوئے اور میں سب سے آگے چلتا رہا یہاں تک کہ ابوطلحہ کے پاس پہنچ گیا۔ ابوطلحہ نے کہا ام سلیم رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کو ساتھ لے کر تشریف لائے ہیں اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں کہ سب کو کھلا سکیں، ام سلیم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ پھر ابوطلحہ روانہ ہوئے اور آپ سے ملاقات کی۔ اس کے بعد ابوطلحہ اور رسول اللہ ﷺ ابوطلحہ کے گھر کی طرف چلے اور گھر میں داخل ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا:

هلمي يا ام سليم ماعندك. فاتت بذالك الخبز فامربه ففت، وعصرت ام سليم عكة لها فادمته ثم قال فيه رسول الله ﷺ ماشاء الله ان يقول ، ثم قال ائذن لعشرة ، فاذن لهم فاكلوا حتى شبعوا، ثم خرجوا ثم قال ائذن لعشرة فاذن لهم فاكلوا حتى شبعوا ثم خرجوا ثم قال ائذن لعشرة فاذن لهم فاكلوا حتى شبعوا ثم خرجوا ثم اذن لعشرة فاكل القوم كلهم وشبعوا، والقوم ثمانون رجلا (٦٩)

اے ام سلیم جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ یہاں لے آؤ۔ ام سلیم وہ روٹیاں لے آئیں۔ پھر آپ کے حکم سے ان روٹیوں کا چورا کر لیا گیا۔ پھر ام سلیم نے اپنے گھی کے ڈبے میں سے گھی نچوڑ کر اس کا ملیدہ بنالیا۔ پھر آپ نے دعا کی جو کچھ اللہ نے آپ سے کرانی چاہی۔ اس کے بعد فرمایا دس آدمیوں کو کھانے کے لئے بلاؤ۔ جب ان دس آدمیوں نے سیر ہو کر کھالیا تو وہ باہر چلے گئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اور دس آدمیوں کو بلاؤ۔ جب وہ بھی سیر

۶۹۔ بخاری: ج ۳، ص ۴۴۷، رقم ۵۳۸۱

ہو کر کھا چکے اور باہر چلے گئے تو اور دس آدمیوں کو بلا لیا جب وہ بھی سیر ہو کر کھا چکے اور باہر چلے گئے تو دس آدمی اور بلا لئے۔ اس طرح تمام صحابہ نے سیر ہو کر کھایا۔ اور ان کی تعداد اَسّی تھی۔

حضرت شعیب گوشت کے تاجر اور دوکان دار تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے چند اصحاب کے ساتھ آپ کی دعوت کی اور عمدہ کھانا کھلایا۔ چناں چہ ابو مسعود سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک صحابی جن کی کنیت ابوشعیب تھی، آئے اور اپنے غلام سے جو قصاب تھا کہا کہ میرے لئے اتنا کھانا تیار کرو جو پانچ آدمیوں کے لئے کافی ہو۔ میں نے نبی کریم ﷺ اور آپ کے ساتھ چار آدمیوں کی دعوت کا ارادہ کیا ہے، کیوں کہ میں نے آپ کے چہرۂ مبارک پر بھوک کا اثر دیکھا ہے، پھر انہوں نے آپ کو بلایا اور آپ کے ساتھ (چار آدمیوں کے علاوہ) ایک آدمی اور آ گیا۔ آپ نے ابوشعیب سے فرمایا:

ان هذا قد تبعنا، فان شئت ان تاذن له فاذن له وان شئت ان يرجع رجع. فقال لا بل قد اذنت له. (۷۰)

ہمارے ساتھ ایک آدمی اور آ گیا ہے اگر آپ چاہیں تو اس کو اجازت دے دیں اور چاہیں تو اسے واپس کر دیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں بل کہ میں انہیں بھی اجازت دیتا ہوں۔

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے روٹی اور گوشت پیش کیا۔ آپ نے کھایا پھر وضو کے لئے پانی منگوایا اور وضو کیا۔ پھر ظہر کی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد بچا ہوا کھانا منگوایا اور کھایا۔ پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ (۷۱)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی۔ پھر جب نماز سے فارغ ہو گئے تو بنی سلمہ کے ایک شخص نے آ کر عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! ہم اپنا ایک اونٹ ذبح کرنا چاہتے ہیں اور ہماری خواہش ہے کہ آپ بھی تشریف لائیں۔ آپ نے فرمایا اچھا۔ پھر آپ چلے اور ہم بھی آپ کے ساتھ چلے اور اونٹ ابھی ذبح نہیں ہوا تھا۔ پھر اس کو ذبح کیا گیا، پھر اس کو کاٹا گیا اور پکایا گیا۔ پھر سورج غروب ہونے سے پہلے ہم نے کھایا۔ (۷۲)

عتبان بن مالکؓ جو اپنے قبیلے کے امام اور بدر کی لڑائی میں آپ کے ساتھ موجود تھے، انہوں نے کہا کہ میں آپ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنی نگاہ میں فرق پاتا ہوں اور پانی کا

۷۰۔ بخاری: ج ۳، ص ۱۲، رقم ۲۰۸۱
۷۱۔ ابوداؤد: ج ۱، ص ۸۲، رقم ۱۹۱
۷۲۔ مسلم: ج ۱، ص ۳۵۲، رقم ۶۲۴

سیلاب مجھ میں اور میری قوم کی مسجد میں حائل ہوتا ہے۔اس کے پار جانا میرے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو میرے ہاں تشریف لائیں اور میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھ لیں، تاکہ میں اس کو اپنی نماز کی جگہ بنالوں۔آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔میں آؤں گا۔اگلے دن حضرت ابوبکر صدیقؓ اور آپ ﷺ دن چڑھے تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔میں نے آپ کو اجازت دے دی تو آپ بیٹھے نہیں یہاں تک کہ فرمایا:

این تحب ان اصلی لك من بیتك؟ فاشرت له الی المکان الذی احب ان اصلی فیه ، فقام رسول الله ﷺ وصففنا خلفه ، فصلی بنا رکعتین ثم احتبسته علی خزیرة تصنع لهم (۷۳)

اپنے گھر میں تم کس جگہ چاہتے ہو کہ میں وہاں نماز پڑھوں۔میں نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں میں نماز پڑھنا چاہتا تھا۔پھر آپ کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ کے پیچھے صف بنائی۔آپ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی۔پھر میں نے آپ کو خزیرہ (ایک قسم کا کھانا جو گوشت اور آٹے سے تیار کیا جاتا ہے) کھانے کے لئے روکے رکھا جو ان لوگوں کے لئے تیار ہو رہا تھا۔

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ ان کی دادی نے رسول اللہ ﷺ کو جن کا نام ملیکہ تھا کھانے پر بلایا جو انہوں نے آپ کے لئے پکایا تھا۔پھر آپ ﷺ نے اس میں سے کھایا۔(۷۴)

صحابہ کے گھروں پر ملاقات کے لئے جانا

آپ وقتاً فوقتاً مختلف صحابہ کرام کے گھروں پر ملاقات کے لئے جایا کرتے تھے۔اس وقت صاحب خانہ مقدور بھر آپ کی خدمت کرتا۔

حضرت عبداللہ بن بسر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے والد کے پاس اترے۔پھر ہم نے کھانا اور وطبہ (ایک قسم کا کھانا جو کھجور، پنیر اور گھی کو ملا کر بنایا جاتا ہے) آپ کو پیش کیا۔آپ نے اس میں سے کھایا۔پھر خشک کھجوریں دی گئیں آپ نے ان کو کھاتے تھے اور گٹھلیاں دونوں انگلیوں کے بیچ میں رکھتے جاتے تھے، پھر پینے کے لئے کچھ آیا۔آپ نے اس میں سے پیا اور باقی بچا ہوا آپ نے اس شخص کو دے دیا جو آپ کے داہنی طرف بیٹھا ہوا تھا۔پھر میرے والد نے آپ کے سواری کے جانور کی لگام تھام کر

۷۳۔ابن ماجہ: ج۱،ص۲۵۴،رقم ۷۵۴ ۷۴۔مسلم: ج۱،ص۳۷۰،رقم ۶۵۸

عرض کیا کہ آپ ہمارے لئے اللہ سے دعا کیجئے۔ آپ نے یہ دعا فرمائی:

اللّٰھم بارك لھم فی مارزقتھم واغفرلھم وارحمھم (۷۵)

اے اللہ! ان کے رزق میں برکت عطا فرما اور ان کی مغفرت فرما اور ان پر رحم فرما۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا کہ مدینے میں ایک یہودی تھا جو مجھے اس شرط پر قرض دیتا تھا کہ میری کھجوریں کٹنے کے وقت لے لے گا۔ حضرت جابر کی ایک زمین رومہ کے راستے میں تھی۔ ایک سال باغ میں پھل نہیں آیا۔ پھل چنے جانے کے وقت وہ یہودی میرے پاس آیا اور میں نے باغ میں سے کچھ بھی نہیں توڑا تھا۔ اس لئے میں اس سے آئندہ سال تک مہلت مانگنے لگا، اس نے مہلت دینے سے انکار کردیا۔ آپ ﷺ کو اس کی خبر دی گئی تو آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ چلو، ہم جابر کے لئے یہودی سے مہلت مانگیں گے۔ وہ سب میرے پاس باغ میں آئے۔ آپ ﷺ اس یہودی سے گفت گو فرماتے رہے۔ لیکن وہ یہی کہتا رہا کہ ابوالقاسم! میں مہلت نہیں دے سکتا۔ جب آپ نے یہ دیکھا تو آپ کھڑے ہوگئے اور کھجور کے باغ کا چکر لگایا۔ پھر واپس آکر یہودی سے بات کی تو اس نے پھر انکار کیا۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ پھر میں کھڑا ہوگیا اور تھوڑی سی تازہ کھجور لاکر آپ کے سامنے رکھی۔ آپ نے تناول فرمائی۔ پھر فرمایا جابر تمہارا چھپر کہاں ہے؟ میں نے آپ کو بتایا تو آپ نے فرمایا میرے لئے اس میں کچھ بچھادو۔ میں نے اس میں بچھا دیا تو آپ داخل ہوئے اور آرام فرمایا۔ پھر جب بیدار ہوئے تو میں ایک مٹھی کھجوریں اور لایا۔ آپ نے اس میں سے تناول فرمائیں۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور یہودی سے گفت گو فرمائی۔ اس نے اب بھی انکار کیا۔ پھر آپ باغ میں کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ جابر! اب پھل توڑ دو اور قرض ادا کرو۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ آپ کھجوروں کے توڑے جانے کی جگہ کھڑے ہوگئے اور میں نے باغ میں سے اتنی کھجوریں توڑلیں جس سے قرض ادا کردیا اور اس میں سے کھجوریں بچ بھی گئیں۔ پھر وہاں سے نکلا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ خوش خبری سنائی تو آپ نے فرمایا، میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ (۷۶)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن یا رات کے وقت رسول اللہ ﷺ باہر نکلے اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر فرمایا کہ اس وقت تمہیں اپنے گھروں سے کس چیز نے نکالا۔ انہوں نے کہا کہ بھوک کے مارے یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں بھی اسی کی وجہ سے نکلا جس کی وجہ سے تم نکلے۔ پھر وہ آپ کے ساتھ چلے اور ایک انصاری کے

۷۵۔ مسلم: ج ۳، ص ۳۴۳، رقم ۲۰۴۲ ۷۶۔ بخاری: ج ۳، ص ۱۶۴، رقم ۵۴۴۳

دروازے پر آئے۔ وہ اپنے گھر میں نہیں تھا۔ اس کی بیوی نے آپ کو دیکھ کر خوش آمدید کہا۔ آپ نے اس کے خاوند کے بارے میں پوچھا کہ وہ کہاں ہے؟ تو اس نے کہا کہ وہ ہمارے لئے میٹھا پانی لینے گیا ہے۔ اتنے میں وہ انصاری مرد آ گیا۔ اس نے آپ کو اور آپ کے دونوں ساتھیوں کو دیکھ کر کہا اللہ کا شکر ہے کہ آج کے دن کسی کے پاس ایسے معزز مہمان نہیں ہیں جیسے میرے پاس ہیں۔ پھر وہ گیا اور کھجور کا ایک خوشہ لے کر آیا جس میں گدر، سوکھی اور تازہ کھجوریں تھیں۔ اس نے کہا کہ اس میں سے کھاؤ۔ پھر اس نے چھری لی تو آپ نے اس سے فرمایا کہ دودھ والی بکری مت کاٹنا۔ پھر اس نے ایک بکری ذبح کی اور سب نے اس کا گوشت کھایا اور کھجوریں کھائیں اور پانی پیا۔ جب کھانے پینے سے سیر ہو گئے تو آپ نے ابوبکر اور عمر سے فرمایا:

والذی نفسی بیده لتسئلن عن هذا النعیم یوم القیامة، اخرجکم من بیوتکم الجوع، ثم لم ترجعوا حتی اصابکم هذا النعیم (۷۷)

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ قیامت کے دن تم سے اس نعمت کا سوال ہوگا کہ تم اپنے گھروں سے بھوکے نکلے۔ پھر اس وقت تک نہیں لوٹے جب تک کہ تمہیں یہ نعمت نہیں ملی۔

ام منذر بنت قیس انصاریہ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت علی کے ساتھ میرے پاس آئے اور علی بیماری سے اچھے ہوئے تھے مگر نقاہت (باقی) تھی۔ ہمارے پاس کھجور کے خوشے لٹک رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر کھانے لگے اور حضرت علی بھی کھانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ حضرت علی سے کہنے لگے رک جاؤ تمہیں ابھی نقاہت ہے یہاں تک کہ حضرت علی کھانے سے رک گئے۔ ام منذر کہتی ہیں کہ میں نے جو اور چقندر پکائے تھے۔ میں وہ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تو آپ نے فرمایا:

یاعلی اصب من هذا فهو انفع لك (۷۸)

اے علی اس میں سے کھاؤ، یہ تمہارے لئے مفید ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک ہمسایہ بہت عمدہ شوربہ بناتا تھا۔ وہ فارسی تھا۔ ایک دفعہ اس نے آپ کے لئے شوربہ بنایا اور آپ کو بلانے کے لئے آیا۔ آپ نے فرمایا عائشہ کی بھی دعوت ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا تو میں بھی نہیں آتا۔ پھر وہ دوبارہ بلانے کے لئے آیا۔ آپ

۷۷۔ مسلم: ج ۳، ص ۳۳۹، رقم ۲۰۳۸ ۷۸۔ ابوداؤد: ج ۳، ص ۳۸۳، رقم ۳۸۵۶

نے فرمایا عائشہ کی بھی دعوت ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا تو میں بھی نہیں آتا۔ پھر وہ تیسری بار آپ کو بلانے کے لئے آیا۔ آپ نے فرمایا عائشہ کی بھی دعوت ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ پھر دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلے یہاں تک کہ اس کے مکان پر پہنچے۔ (۷۹)

آپ کا صحابہ کو اپنے گھر کھانا کھلانا

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے گھر بیٹھا ہوا تھا کہ آپ وہاں سے گزرے تو مجھے اشارہ کیا اور میں آیا تو آپ میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے۔ آپ اندر گئے اور پھر مجھے اندر آنے کی اجازت دی۔ پھر میں اندر داخل ہوا تو وہ پردہ کئے ہوئے تھیں۔ آپ نے پوچھا کہ کھانا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر تین روٹیاں آپ کے سامنے لائی گئیں اور چھال کے دستر خوان پر رکھی گئیں۔ آپ نے ایک روٹی لی اور اس کو اپنے سامنے رکھا۔ پھر دوسری روٹی لی اس کو میرے سامنے رکھا پھر تیسری روٹی لی اس کے دو ٹکڑے کر کے آدھی اپنے سامنے رکھی اور آدھی میرے سامنے۔ پھر فرمایا:

هل من ادم؟ قالوا لا، الا شیء من خل قال هاتوه فنعم الادم هو (۸۰)

کچھ سالن ہے؟ انہوں نے کہا نہیں، کچھ سرکہ ہے۔ آپ نے فرمایا وہی لے آؤ۔ سرکہ تو بہترین سالن ہے۔

حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اور میرے دونوں ساتھی آئے اور ہماری بینائی اور سماعت جاتی رہی تھی۔ (فاقے وغیرہ کی) تکلیف سے۔ ہم اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب پر پیش کرتے تھے مگر کوئی ہمیں قبول نہ کرتا۔ آخر ہم آپ کے پاس آئے۔ آپ ہمیں اپنے گھر لے گئے۔ وہاں تین بکریاں تھیں۔ آپ نے فرمایا ہم سب ان کا دودھ پئیں گے۔ پھر ہم ان کا دودھ دوہا کرتے اور ہم میں سے ہر ایک اپنا حصہ پی لیتا اور رسول اللہ ﷺ کا حصہ اٹھا کر رکھ دیتے تھے۔ (۸۱)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک کافر آیا۔ آپ نے اس کی ضیافت کی اور اس کے لئے ایک بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا۔ پھر ایک بکری کا دودھ دوہا گیا اور وہ سب پی گیا۔ پھر دوسری بکری کا دودھ دوہا گیا وہ بھی پی گیا۔ پھر تیسری کا دوہا گیا تو وہ بھی پی گیا۔ یہاں تک کہ وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ پھر صبح کو وہ مسلمان ہوگیا۔ پھر آپ کے حکم سے اس کے لئے ایک بکری کا دودھ دوہا گیا۔ اس نے اس کو پیا۔ پھر دوسری کا دودھ دوہا تو وہ پورا نہ پی سکا۔ آپ نے فرمایا:

۷۹۔ مسلم: ج ۳، ص ۳۳۸، رقم ۲۰۳۷
۸۰۔ مسلم: ج ۳، ص ۳۴۹، رقم ۲۰۵۲
۸۱۔ مسلم: ج ۳، ص ۳۵۱، رقم ۲۰۵۵

المومن یشرب فی معی واحد والکافر یشرب فی سبعة امعاء (۸۲)

مومن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ چھ اصحاب کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور سارا کھانا دو لقموں میں چٹ کر گیا۔ تب آپ نے فرمایا:

اما انه لو کان قال بسم اللّٰہ لکفاکم فاذا اکل احدکم طعاما فلیقل بسم اللّٰہ، فان نسی ان یقول بسم اللّٰہ فی اوله، فلیقل بسم اللّٰہ فی اوله واخرہ (۸۳)

اگر یہ شخص بسم اللہ کہہ کر کھاتا تو یہ کھانا تم سب کو کافی ہو جاتا۔ سو تم میں سے جو کوئی کھانا کھائے تو اس کو بسم اللہ کہنی چاہئے۔ اگر شروع میں بسم اللہ کہنا بھول گیا تو یہ کہے۔ **بسم اللّٰہ اوله واخرہ**

اسماء بنت زید کہتی ہیں کہ آپ کے پاس کھانا لایا گیا تو آپ نے ہمیں بھی کھانے کے لئے کہا۔ ہم نے کہا بھوک نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا:

لاتجمعن جوعا و کذبا (۸۴)

بھوک اور جھوٹ کو اکٹھا مت کرو۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں رسول اللہ ﷺ کا مہمان ہوا۔ آپ نے بکری کی ایک ران بھوننے کا حکم دیا پھر وہ بھونی گئی اور آپ ﷺ چھری لے کر میرے لئے گوشت کاٹنے لگے۔ اتنے میں بلال آئے اور آپ کو نماز کے لئے بلایا۔ آپ نے چھری ڈال دی اور فرمایا اس کو کیا ہوا، اس کے ہاتھ خاک آلود ہوں اور کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھنے لگے۔ (۸۵)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ خالد بن ولید اور میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت میمونہ کے ہاں داخل ہوئے۔ وہ ہمارے پاس ایک برتن میں دودھ لائیں۔ آپ نے دودھ پیا۔ میں آپ کے دائیں جانب اور خالد بائیں جانب تھے۔ آپ نے مجھے پینے کے لئے دیا اور فرمایا:

الشربت لك فان شئت آثرت بها خالدا فقلت ماکنت اوثر علی سوء رك احدا. ثم قال رسول اللّٰہ ﷺ من اطعمه اللّٰہ طعاما فلیقل: اللّٰھم بارك لنا فیه واطعمنا خیر منه ومن سقاہ اللّٰہ لبنا فلیقل اللّٰھم بارك لنا فیه وزدنا منه

۸۲۔ مسلم: ج۳، ص۳۵۶، رقم ۲۰۶۳

۸۳۔ ابن ماجہ: ج۴، ص۴۰۵، رقم ۳۲۶۴

۸۴۔ ابن ماجہ: ج۴، ص ۲۱۴، رقم ۳۲۹۸

۸۵۔ ابوداؤد: ج۱، ص۸۲، رقم ۱۸۸

وقال رسول اللہ ﷺ لیس شیء یجزی مکان الطعام والشراب غیر اللبن (۸۶)

حق تو تمہارا ہے لیکن اگر تم چاہو تو خالد کو اپنے اوپر ترجیح دے سکتے ہو۔ میں نے عرض کی میں آپ کے جھوٹے پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ کسی کو کچھ کھلائے تو اسے چاہئے کہ یہ دعا پڑھے۔ اے اللہ! اس میں ہمارے لئے برکت پیدا فرما اور ہمیں اس سے بہتر کھلا اور اگر اللہ کسی کو دودھ پلائے تو اس کو یہ کہنا چاہئے۔ اے اللہ! اس میں ہمارے لئے برکت پیدا فرما اور یہ (دودھ) مزید عطا فرما۔ پھر آپ نے فرمایا کہ دودھ کے علاوہ کوئی چیز ایسی نہیں کہ کھانے اور پینے دونوں کے لئے کافی ہو۔

حضرت لقیط بن صبرہ ایک طویل روایت میں کہتے ہیں کہ ہم لوگ بنوالمنتفق کے وفد کے ساتھ جب مدینے میں حاضر ہوئے تو آپ گھر پر تشریف فرما نہ تھے۔ حضرت عائشہؓ نے ہمارے لئے خزیرہ (گوشت، آٹا، پانی ملاکر) بنانے کا حکم دیا۔ پھر جب وہ بن گیا تو اس کے ساتھ ایک بڑے طبق میں کھجوریں پیش کی گئیں۔ ہم نے خوب کھایا۔ بعد میں جب آپ آئے تو آپ نے ان کے کھانے پینے کا پوچھا تو آپ کو سارا ماجرا بتایا گیا۔ ابھی ہم بیٹھے ہوئے ہی تھے کہ ایک چرواہا اپنی بکریوں کا ریوڑ لے کر وہاں سے نکلا۔ آپ نے اس سے ایک بکری ذبح کرائی۔ (۸۷)

خاص مواقع پر آپ کو، اور آپ کا، صحابہ کو، مدعو کرنا

عام دعوتوں کے علاوہ شادی وغیرہ کے مخصوص مواقع پر بھی لوگ آپ کو اکثر کھانے کی دعوت دیتے تھے۔ عام طور پر آپ دعوت قبول فرمالیتے تھے۔ اسی طرح آپ بھی اپنے ولیموں میں صحابہ کرام کو مدعو کرتے تھے۔ چند مثالیں:

سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ابوسعید ساعدی نے شادی کا کھانا کھلایا تو آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کو دعوت دی۔ اس موقع پر کھانا ان کی نوبیاہتا دلہن ام اسید نے تیار کیا اور انہوں نے ہی سب کے سامنے رکھا۔ انہوں نے پتھر کے بڑے پیالے میں رات کے وقت کھجوریں بھگو دی تھیں اور جب آپ کھانے سے فارغ ہوئے تو انہوں نے ہی اس کا شربت بنایا اور آپ کے سامنے پینے کے لئے پیش کیا۔ (۸۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش سے نکاح کے

۸۶۔ ترمذی: ج ۵، ص ۲۸۳، رقم ۳۴۶۶ ۸۷۔ ابوداؤد: ج ۱، ص ۶۴، رقم ۱۴۲

۸۸۔ بخاری: ج ۳، ص ۳۹۱، رقم ۵۱۸۲

بعد گوشت اور روٹی تیار کرائی اور لوگوں کو کھانے پر بلانے کے لئے مجھے بھیجا۔ پھر کچھ لوگ آئے اور کھا کر چلے گئے۔ پھر اور لوگ آئے وہ بھی کھا کر چلے گئے۔ میں بلاتا رہا یہاں تک کہ کوئی باقی نہ رہا تو آپ نے فرمایا کہ دستر خواں اٹھالو۔ (۸۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ام سلیم (حضرت انس کی والدہ) کی طرف سے ہوتا تو ان کے پاس جاتے اور ان کو سلام کرتے۔ جب آپ نے حضرت زینب بنت جحش سے نکاح کیا تو ام سلیم نے مجھ سے کہا کہ کیوں نہ ہم آپ ﷺ کو ہدیہ دیں۔ میں نے کہا ضرور۔ چناں چہ کھجور، گھی اور پنیر کا ملیدہ بنا کر ایک ہانڈی میں میرے ساتھ آپ کے پاس بھیجا۔ میں اسے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اسے رکھ دو۔ پھر چند افراد کا نام لے کر مجھ سے فرمایا کہ انہیں بلا لاؤ اور تمہیں جو بھی مل جائے اسے بلا لاؤ۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے حکم کے مطابق گیا۔ جب میں واپس آیا تو آپ کا گھر لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ اپنا ہاتھ اس ملیدے پر رکھے ہوئے ہیں اور اللہ نے جو چاہا آپ ﷺ نے اس پر پڑھا۔ اس کے بعد آپ دس دس آدمیوں کو کھانے پر بلانے لگے۔ آپ ان سے فرماتے جاتے کہ پہلے اللہ کا نام پڑھو اور ہر شخص اپنی طرف سے کھائے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ تمام لوگ کھا کر الگ ہوگئے۔ (۹۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک طویل روایت میں ہے کہ غزوہ خیبر کے موقع پر آپ نے حضرت صفیہ سے نکاح کیا اور ولیمے میں آس پاس کے لوگوں کو حیس (کھجور، پنیر اور گھی سے تیار کیا ہوا کھانا) تیار کرا کر کھلایا۔ (۹۱)

کسی غزوے یا سفر سے واپسی پر آپ اکثر ایک یا زیادہ جانور ذبح کر کے لوگوں کی ضیافت کرتے تھے یا ان کو گوشت بھیجتے تھے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ (کسی غزوے سے) مدینے تشریف لائے تو اونٹ یا گائے ذبح کی۔ (۹۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی کسی بیوی کے معاملے میں، میں نے اتنی غیرت محسوس نہیں کی جتنی حضرت خدیجہؓ کے معاملے میں محسوس کرتی تھی۔ آپ میرے نکاح سے پہلے ہی وفات پا چکی تھیں لیکن آپ ﷺ کی زبان سے ان کا ذکر برابر سنتی رہتی تھی۔ اور اللہ نے آپ کو حکم دیا تھا کہ انہیں (جنت میں) موتی کے ایک محل کی خوش خبری سنا دیں۔ آپ جب کبھی کوئی بکری ذبح

۸۹۔ بخاری: ج ۳، ص ۲۶۲، رقم ۴۷۹۳
۹۰۔ بخاری: ج ۳، ص ۳۸۷، رقم ۵۱۶۳
۹۱۔ بخاری: ج ۲، ص ۲۴۵، رقم ۲۸۹۳
۹۲۔ بخاری: ج ۲، ص ۲۹۷، رقم ۳۰۸۹

کرتے تو ان کے میل محبت رکھنے والی عورتوں کو اس میں سے اتنا ہدیہ بھیجتے جو ان کے لئے کافی ہوتا۔ (۹۳)

غزوہ موتہ کے موقع پر حضرت جعفر بن ابی طالب کی شہادت کی خبر پر ان کے غم زدہ اہل خانہ کے لئے اپنے گھر سے کھانا پکوا کر بھیجا۔ چناں چہ حضرت عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ جب حضرت جعفر کی شہادت کی خبر آئی تو آپ نے فرمایا:

اصنعوا لاھل جعفر طعاما فانه قد جاء ھم مایشغلھم (۹۴)

جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کرو، کیوں کہ وہ لوگ مشغول ہیں۔

ازواج کے لئے حجروں کی تعمیر

مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد اس سے متصل ہی آپ نے ازواج مطہرات کے لئے حجرے تعمیر کرائے۔ اس وقت حضرت سودہ اور حضرت عائشہؓ آپ کے نکاح میں آچکی تھیں اس لئے دو حجرے تعمیر کرائے۔ بعد میں ضرورت کے مطابق مزید حجرے تعمیر ہوئے۔ مسجد نبوی سے متصل حضرت حارثہ بن نعمانؓ کے مکانات تھے۔ جب آپ کو مکان کی ضرورت پیش آتی تو حضرت حارثہؓ اپنے مکانوں میں سے آپ کو دے دیتے تھے۔ انہوں نے حضرت فاطمہؓ کی شادی کے موقع پر بھی ایک مکان آپ کو ہدیہ کیا تھا۔ اس طرح یکے بعد دیگرے انہوں نے اپنے تمام مکان آپ کو ہدیہ کئے۔ بعض دوسرے صحابہ نے بھی آپ کو بنے بنائے مکان ہدیہ کئے تھے۔ حضرت ام انس نے جو جائداد آپ کو پیش کی وہ آپ نے حضرت ام ایمن کو عنایت فرمادی۔ (۹۵)

صدقہ لینے والے کا صدقے میں سے آپ کو ہدیہ کرنا

جس طرح لوگ خورد ونوش کی اشیا اور دیگر چیزیں آپ کو ہدیہ کرتے تھے، اسی طرح نادار لوگ بھی صدقے میں ملی ہوئی اشیائے خورد ونوش میں سے کچھ آپ کو ہدیتاً بھیجتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ کے پاس کھانے کی کوئی چیز لائی جاتی تو آپ پوچھ لیتے کہ یہ ہدیہ ہے یا صدقہ۔ اگر کہا جاتا کہ یہ صدقہ ہے تو آپ اپنے اصحاب سے فرماتے کہ کھاؤ اور خود نہ کھاتے۔ اور اگر کہا جاتا کہ یہ ہدیہ ہے تو آپ بھی اپنا ہاتھ بڑھاتے اور صحابہ کے ساتھ تناول فرماتے۔ (۹۶)

۹۳۔ بخاری: ج ۲، ص ۴۹۲، رقم ۳۸۱۶ ۹۴۔ ترمذی: ج ۲، ص ۳۰۲، رقم ۱۰۰۰

۹۵۔ زرقانی: ج ۱، ص ۳۷۰، حلبی: ج ۲، ص ۲۷۳

۹۶۔ بخاری: ج ۲، ص ۱۴۹، رقم ۲۵۷۶۔ مسلم: ج ۲، ص ۱۳۲، رقم ۱۰۷۷

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی کہتے ہیں کہ جب کوئی قوم رسول اللہ ﷺ کے پاس صدقہ لاتی تھی تو آپ ان کے لئے دعا فرماتے کہ اے اللہ ان پر رحمت فرما۔ پھر میرے والد ابی اوفی صدقہ لے کر آئے تو آپ نے فرمایا کہ اے اللہ ابی اوفی کی آل پر رحمت فرما۔ (۹۷)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس گائے کا کچھ گوشت لایا گیا اور بتایا گیا کہ یہ گوشت بریرہ کو صدقے میں دیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا:

ھو لھا صدقة، ولنا ھدیة (۹۸)

یہ اس کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

حضرت جویریہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے اور فرمایا:

ھل من طعام قالت لا واللّٰہ یا رسول اللّٰہ ! ماعند نا طعام الاعظم من شاة اعطیته مولاتی من الصدقة فقال قربیه فقد بلغت محلھا (۹۹)

کچھ کھانا ہے؟ انہوں نے عرض کی نہیں۔ قسم اللہ کی اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس کچھ کھانا نہیں ہے سوائے بکری کی چند ہڈیوں کے جو میری کنیز کو صدقے میں ملی ہیں۔ آپ نے فرمایا لاؤ، صدقہ تو اپنی جگہ پہنچ گیا۔

ام عطیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے پاس صدقے کی ایک بکری بھیجی میں نے اس سے کچھ گوشت حضرت عائشہ کو بھیج دیا پھر جب رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ کے پاس آئے تو فرمایا:

ھل عندکم شیء؟ قالت لا الا ان نسیبه بعثت الینا من الشاة التی بعثتم بھا الیھا،قال انھاقدبلغت محلھا (۱۰۰)

کیا تمہارے پاس کچھ کھانا ہے۔ انہوں نے عرض کی نہیں مگر نسیبہ (ام عطیہ) نے ہمارے پاس اس بکری کا کچھ گوشت بھیجا ہے، جو آپ نے اس کے پاس بھیجی تھی۔ آپ نے فرمایا وہ اپنی جگہ پہنچ گئی۔

مدینے میں شغل تجارت

ہجرت کے بعد مدینے میں بھی آپ ﷺ نے تجارت کا سلسلہ جاری رکھا۔

۹۷۔ مسلم: ج ۲، ص ۱۳۲، رقم ۱۰۷۸

۹۸۔ مسلم: ج ۲، ص ۱۳۱، رقم ۱۰۷۵۔ بخاری: ج ۲، ص ۱۵۰، رقم ۲۵۷۷ ۹۹۔ مسلم: ج ۲، ص ۱۳۰، رقم ۱۰۷۳

۱۰۰۔ مسلم: ج ۲، ص ۱۳۲، رقم ۱۰۷۶۔ بخاری: ج ۲، ص ۱۵۰، رقم ۲۵۷۹

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ مدینے میں ایک (دیہاتی) قافلہ آیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے کچھ خرید وفروخت کی۔ آپ کو چند اوقیہ نفع ہوا جسے آپ نے بنوعبدالمطلب کی بیواؤں میں تقسیم فرمادیا اور فرمایا کہ میں ایسی چیز نہیں خریدتا جس کی قیمت میرے پاس نہ ہو۔ (۱۰۱)

ایک دفعہ مدینۂ منورہ کے باہر ایک چھوٹا سا قافلہ ٹھہرا ہوا تھا۔ قافلے والوں کے پاس ایک سرخ اونٹ تھا۔ اتفاقاً آپ ﷺ کا اُدھر سے گزر ہوا تو آپ نے ان سے اونٹ کی قیمت دریافت فرمائی۔ انہوں نے قیمت میں کھجوروں کی کچھ مقدار بتائی جو آپ ﷺ نے منظور فرمالی اور اونٹ کی مہار پکڑ کر شہر کی طرف روانہ ہوگئے۔ بعد میں قافلے والوں کو احساس ہوا کہ انہوں نے ایک انجان کو اونٹ دے کر غلطی کی ہے۔ پورا قافلہ اس حماقت پر نادم تھا۔ اہل قافلہ کے ساتھ ایک عورت بھی تھی، اس نے کہا کہ اطمینان رکھو، میں نے کسی شخص کا ایسا روشن چہرہ نہیں دیکھا۔ یعنی ایسا آدمی دھوکہ نہیں کرے گا۔ پھر جب رات ہوئی تو آپ ﷺ نے ان کے لئے کھانا اور اونٹ کی قیمت میں کھجوروں کی جتنی مقدار طے ہوئی تھی، اس کے برابر کھجوریں بھجوادیں۔ (۱۰۲)

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

کنا مع النبی ﷺ فی سفر فکنت علی بکر صعب لعمر، فکان یغلبنی فیتقدم امام القوم فیزجرہٗ عمر ویردہ ثم یتقدم، فیزجرہ عمر ویردہ، فقال النبی لعمر بعنیه قال ہولك یا رسول اللّٰہ، فقال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیه وسلم بعنیه، فباعه من رسول اللّٰہ صلی الله علیه وسلم، فقال النبی ﷺ ہولك یاعبد اللّٰہ بن عمر، تصنع به ماشئت (۱۰۳)

ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، میں عمر رضی اللہ عنہ کے ایک نئے اور سرکش اونٹ پر بیٹھا ہوا تھا، وہ مجھے مغلوب کر کے سب سے آگے نکل گیا، لیکن حضرت عمرؓ نے اسے ڈانٹ کر پیچھے واپس کردیا، وہ پھر آگے نکل گیا تو عمرؓ نے اسے ڈانٹ کر پھر پیچھے واپس کردیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ اونٹ مجھے بیچ دو (حضرت) عمرؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! اب یہ آپ کا ہے، آپ نے پھر فرمایا یہ اونٹ مجھے بیچ دو، چناں چہ (حضرت) عمرؓ نے وہ اونٹ رسول اللہ ﷺ کو بیچ دیا، اس کے بعد آپ نے عبداللہ بن عمر

۱۰۱۔ مسند احمد: رقم ۲۰۹۴، ۲۹۶۴ ۱۰۲۔ الدارقطنی: ج ۳، ص ۴۵، رقم ۱۸۶

۱۰۳۔ بخاری: ج ۲، ص ۲۱، رقم ۲۱۱۵

کو مخاطب کر کے فرمایا اے عبداللہ بن عمر! اب یہ اونٹ تمہارا ہے تم جس طرح چاہو اس کو استعمال کرو۔

حضرت جابر کی روایت میں بھی اسی قسم کا معاملہ مذکور ہے، وہ کہتے ہیں:

كنت مع النبى صلى الله عليه وسلم فى غزاة فابطأبى جملى وأعيا فاتى على النبى صلى الله عليه وسلم،فقال جابر، فقلت نعم، قال ما شانك قلت ابطاعلى جملى واعيا فتخلفت، فنزل يحجنه بمحجنه ثم قال اركب فركبت فلقد رايته اكفه عن رسول الله ﷺ قال اما انك قادم فاذا قدمت فالكيس الكيس ثم قال اتبيع جملك؟ قلت نعم، فاشتراه منى باوقية ثم قدم رسول الله ﷺ قبلى وقدمت بالغداة فجئنا الى المجسد فوجدته على باب المسجد قال الآن قدمت؟ قلت نعم قال فدع جملك فادخل فصل ركعتين، فد خلت، فصليت، فامر بلالا ان يزن له اوقية، فوزن لى بلال فارجح فى الميزان فانطلقت حتى وليت فقال ادع لى جابرا، قلت الآن يرد على الجمل، ولم يكن شئى ابغض الى منه قال خذ جملك ولك ثمنه (۱۰۴)

ایک غزوے میں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، میرا اونٹ تھک کر سست پڑ گیا اس لئے میں پیچھے رہ گیا، پھر آپ اترے اور میرے اونٹ کو اپنی چھڑی سے کچو کے لگائے اور فرمایا اب سوار ہو جاؤ، چناں چہ میں سوار ہو گیا، اب (اونٹ کا) یہ حال ہو گیا کہ مجھے اسے رسول ﷺ کے برابر پہنچنے سے روکنا پڑتا تھا...... پھر آپ نے فرمایا اچھا اب تم پہنچنے والے ہو اس لئے جب پہنچ جاؤ تو خوب سمجھ سے کام لینا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنا اونٹ بیچو گے، میں نے کہا جی ہاں، چناں چہ آپ نے ایک اوقیہ میں خرید لیا۔ رسول اللہ ﷺ مجھ سے پہلے ہی (مدینہ) پہنچ گئے تھے اور میں دوسرے دن صبح کو پہنچا، پھر ہم مسجد میں آئے تو میں نے آپ کو مسجد کے دروازے پر پایا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا ابھی آ رہے ہو، میں نے عرض کیا جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا اپنا اونٹ چھوڑ دو اور مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ لو، میں اندر گیا اور نماز پڑھی، اس کے بعد آپ ﷺ نے بلال کو حکم دیا کہ میرے لئے ایک اوقیہ چاندی تول دیں، انہوں نے ایک اوقیہ

۱۰۴۔ بخاری: ج ۲، ص ۷۱، رقم ۲۰۹۷

چاندی تول دی اور پلڑا بھاری رکھا (یعنی جھکتی ہوئی تو لی) میں لے کر چلا تو آپ نے فرمایا کہ جابر کو ذرا بلاؤ۔ میں نے سوچا کہ اب میرا اونٹ پھر مجھے واپس کر دیں گے حالاں کہ اس سے زیادہ ناگوار میرے لئے اور کوئی چیز نہیں تھی۔ چناں چہ آپ ﷺ نے یہی فرمایا کہ یہ اپنا اونٹ لو اور اس کی قیمت بھی تمہاری ہے۔

مالِ غنیمت

رمضان ۲ھ سے غزوات کا آغاز ہوا آپ ان غزوات میں بہ نفس نفیس شریک ہوتے تھے۔ مال غنیمت میں سے دوسرے مجاہدوں کی طرح آپ کو بھی ایک مجاہد کی حیثیت سے حصہ ملتا تھا۔ آپ کے معاشی وسائل کا ایک اہم ذریعہ غزوات وسرایا میں حاصل ہونے والے اموال غنیمت تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اموال غنیمت کا پانچواں حصہ آپ کی صواب دید پر چھوڑا تھا کہ آپ اسے جس طرح چاہیں تقسیم فرمائیں۔ ان اموال سے آپ ﷺ اور مدینے کے مسلمانوں اور مجاہدین کی معاشی حالت میں نمایاں بہتری آئی تھی۔ غنیمت کے طور پر حاصل ہونے والے اموال واسباب میں کھانے پینے کی اشیا بھی ہوتی تھیں جن سے آپ ﷺ اور صحابہ کرام اپنی ضروریات پوری کرتے تھے۔ اس کے علاوہ اموال غنیمت میں روزمرہ ضرورت کی اشیا، بچھانے، اوڑھنے اور پہننے کے کپڑے، سونا، چاندی یا اس کی بنی ہوئی اشیا اور مختلف قسم کا تجارتی سامان وغیرہ مسلمان مجاہدین کے ہاتھ لگتا تھا۔ جن غزوات وسرایا میں مال غنیمت حاصل ہوا، ذیل میں ان میں سے اہم غزوات وسرایا اور ان میں حاصل ہونے والے غنائم کو نہایت اختصار کے ساتھ بیان کیا جارہا ہے۔

سریہ عبداللہ بن جحش

یہ سریہ غزوہ بدر سے پہلے ۳۰ رمضان ۲ھ قمری ۲۶ مارچ ۶۲۴ء بہ روز پیر قریش کے ایک تجارتی قافلے کو روکنے کے لئے بھیجا گیا۔ قافلے کے اونٹوں پر زیتون کا تیل، کشمش اور چمڑے وغیرہ پر مشتمل سامان تجارت لدا ہوا تھا۔ اہل قافلہ مسلمانوں کو دیکھ کر دہشت زدہ ہوگئے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ مسلمانوں نے ان کے تمام مال پر قبضہ کرلیا۔ آپ نے تمام مال حضرت عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھیوں میں تقسیم فرمادیا۔

غزوہ بدر

یہ غزوہ ۱۷ ذی قعدہ ۲ ہجری قمری ۱۱ مئی ۶۲۴ء بہ روز جمعہ ہوا۔ اس میں مشرکین کو عبرت ناک شکست

ہوئی۔ مال غنیمت میں ۱۵۰ اونٹ، دس گھوڑے، مختلف قسم کا سامان، ہتھیار، کپڑے، بے شمار کھالیں اور اون تھی جو مشرکین تجارت کے لئے ساتھ لائے تھے۔ آپ ﷺ نے بدر کا تمام مال غنیمت اہل بدر میں برابر برابر تقسیم فرما دیا۔ اس وقت تک بیت المال کے لئے مال غنیمت کا پانچواں حصہ نہیں لیا جاتا تھا۔

غزوۂ بنی قینقاع

یہ غزوہ ۱۵ محرم ۳ھ ۷ جولائی ۶۲۴ء بہ روز ہفتہ ہوا۔ بنی قینقاع کے یہودی دوسرے یہودیوں کے مقابلے میں زیادہ مالدار اور جنگ جو تھے اس لئے ان کی جلاوطنی کے بعد ان کے مکانوں میں بے شمار ہتھیار ملے۔ آپ نے ان کے ہتھیاروں میں سے تین کمانیں کتوم، روحا اور بیضا، دو زرہیں سعدیہ اور فضہ اپنے لئے منتخب فرمائیں۔ اس کے علاوہ آپ نے تین نیزے اور تین تلواریں بھی اپنے لئے منتخب فرمائیں۔ (۱۰۵)

غزوۂ بدر کے بعد بنو قینقاع کا مال غنیمت وہ پہلا مال غنیمت تھا جس کا پانچواں حصہ آپ نے بیت المال میں جمع فرمایا۔ اور باقی چار حصے جنگ کے شرکا میں تقسیم فرما دیئے۔

سریہ زید بن حارثہ

یہ سریہ قریش کے ایک تجارتی قافلے کو روکنے کے لئے جمادی الاخری ۳ھ/۱۶ نومبر ۶۲۴ء بہ روز اتوار قرد کی طرف بھیجا گیا جو ارض نجد میں ذات عرق کے نواح میں ربذہ اور غمرۃ کے درمیان تھا۔ زید بن حارثہ نے ابوسفیان کے تجارتی قافلے کو نجد کے چشموں میں سے ایک چشمے پر جا لیا۔ اہل قافلہ اسلامی لشکر کو دیکھتے ہی اپنا تمام سامان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ مال غنیمت کی کثرت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے خمس کی مقدار ۲۰ ہزار درہم اور مجموعی مالیت تقریباً ایک لاکھ درہم تھی۔ (۱۰۶)

سریہ ابی سلمہ

۱۵۰ مہاجرین وانصار پر مشتمل یہ سریہ یکم محرم ۴ھ/۱۲ جون ۶۲۵ء بہ روز بدھ، خویلد کے بیٹوں طلیحہ اور سلمہ کے مقابلے کے لئے بھیجا گیا جو اپنی قوم اور دیگر قبائل کو لے کر آپ ﷺ سے جنگ کے لئے نکلے تھے۔ وہ لوگ مسلمانوں کی خبر پا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان کے بہت سے اونٹ اور بکریاں مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ مال غنیمت کا پانچواں حصہ نکال کر ہر شخص کے حصے میں سات اونٹ اور بکریاں آئیں۔ (۱۰۷)

۱۰۵۔ شامی: ج ۴، ص ۱۸۰ ۱۰۶۔ ابن سعد: ج ۲، ص ۲۷

۱۰۷۔ ابن سعد: ج ۲، ص ۳۸

غزوۂ بنی نضیر

غزوۂ احد کے بعد یہ غزوہ ۱۲ جمادی الاخری ۴ ہجری / ۱۹ نومبر ۶۲۵ء بہ روز منگل ہوا۔ آپ نے ان کا محاصرہ جاری رکھا۔ آخر یہود نے اس بات پر صلح کر لی کہ وہ اسلحہ کے علاوہ ایک اونٹ پر جتنا سامان لاد سکتے ہیں لے جائیں اور اپنے گھروں سے نکل جائیں۔ ان کے جانے کے بعد ۵۰ زرہیں، ۵۰ خود اور ۳۴۰ تلواریں اور گھریلو سامان مسلمانوں کو ملا۔ (۱۰۸)

اس کے علاوہ ان کی زرعی زمینیں اور باغات بھی حاصل ہوئے۔ یہ سب مال فئے تھا۔ آپ ﷺ نے اس کو بیت المال کی ملکیت قرار دے کر اس کو اپنے انتظام میں رکھا۔ آپ اس میں سے سال بھر کا خرچ نکال کر اپنے گھر والوں کو دیتے تھے۔ اس کے بعد جو کچھ بچ جاتا اس کو آپ اپنے قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں پر خرچ فرماتے۔

غزوۂ بنو قریظہ

اس کے بعد ذی قعدہ ۵ ہجری / مارچ ۶۲۷ء میں بنو قریظہ کا علاقہ اور ان کا مال و اسباب کسی جنگ وقتال کے بغیر آپ کو حاصل ہوئے تھے، ان کی آمدنی بھی ان ہی مصارف پر خرچ ہوتی تھی جو بنو نضیر کے باغات اور اراضی کے تھے۔

خیبر کی پیداوار میں ازواج کا حصہ

ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر کے (یہودیوں سے) وہاں کی (زمین میں) جو پھل کھیتی وغیرہ پیدا ہو اس کے نصف پر معاملہ کیا تھا۔ آپ اس میں سے اپنی ازواج کو سو وسق دیتے تھے جس میں ۸۰ وسق کھجور اور بیس وسق جو ہوتے تھے۔ (۱۰۹)

غزوۂ مریسیع یا بنی مصطلق

یہ غزوہ ۲ شعبان ۵ ہجری / ۲۷ نومبر ۶۲۶ء بہ روز ہفتہ ہوا۔ کفار کو شکست ہوئی۔ دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔ (۱۱۰)

۱۰۸۔ شامی: ج ۴، ص ۳۲۴ — ۱۰۹۔ بخاری: ج ۲، ص ۸۷، رقم ۲۳۲۸

۱۱۰۔ شامی: ج ۴، ص ۳۴۶

غزوۂ خیبر

فتح خیبر کے نتیجے میں جو مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا اس کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ جمادی الاولیٰ ۷ ہجری/ستمبر ۶۲۸ء میں غزوۂ خیبر کے موقع پر سب سے زیادہ غلہ اور چربی قلعہ صعب سے ملیں، اس کے علاوہ کھانے پینے کی چیزیں اس کثرت سے ملیں کہ مسلمان سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ جو، گھی، کھجور، شہد، زیتون کا تیل بھی بڑی افراط سے ملے۔

۲۔ قلعہ سموان سے بہت سا مال واسباب، بکریاں، بھیڑیں اور غلہ ملا۔

۳۔ قلعہ قموص سے مال غنیمت کے علاوہ بہت سے قیدی ہاتھ آئے۔

۴۔ وطیح وسلالم کے قلعوں سے ۱۰۰ زرہیں، چار سو تلواریں، پانچ سو عربی کمانیں مع تیردانوں کے ہاتھ آئیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ خیبر میں صرف شق، نطاۃ اور کتیبہ کے قلعوں سے ملنے والے مال کی تقسیم ہوئی۔ کتیبہ کے مال کا پانچواں حصہ آپ کے اقارب، یتامیٰ، مساکین، مسافر، ازواج مطہرات اور ان لوگوں کے لئے تھا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ اور اہل فدک کے درمیان مراسلت اور پیغام رسانی کی خدمت انجام دی تھی۔ نطاۃ اور شق کے قلعوں سے ملنے والا مال صرف مجاہدین کے حصے میں آیا۔ اس مال میں سے پیدل کو ایک حصہ اور سوار کو دو حصے دیئے گئے۔ اس مال میں آپ کا حصہ بھی ایک مجاہد کے برابر تھا۔(۱۱۱)

وادی القراء کی فتح

یہ فتح جمادی الاولیٰ/ جمادی الاخریٰ ۷ ہجری/اکتوبر ۶۲۸ء میں ہوئی۔ اس میں بہت سا مال واسباب مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ آپ نے تمام مال مجاہدین میں تقسیم فرمادیا۔

غزوۂ حنین

یہ غزوۂ ربیع الاول ۹ ہجری/ جون ۶۳۰ء میں ہوا۔ اس میں دشمن کے ستر آدمی مارے گئے، ۶ ہزار قید ہوئے، بہت سا مال مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ جس میں ۲۴ ہزار اونٹ اور ۴۰ ہزار بکریاں اور چار اوقیہ چاندی شامل تھی۔

۱۱۱۔ مظہری: ج ۹، ص ۳۱

مخیریق کا ہدیہ

یہ بنی قینقاع کے امیر ترین آدمی تھے۔ توریت کے بڑے عالم اور آپ ﷺ سے نہایت عقیدت رکھتے تھے۔ ان کے سات باغ تھے۔ غزوہ احد میں آپ کی مدد کے لئے شریک ہوئے اور وصیت کی کہ اگر وہ قتل ہو جائے تو اس کے اموال (ساتوں باغ) آپ ﷺ کی ملکیت ہوں گے۔ پھر وہ اسی غزوے (احد) میں قتل ہو گئے اور آپ ﷺ نے ان کے باغات کو اپنے قبضے میں لے کر مسلمانوں کی فلاح کے لئے وقف فرما دیا۔ (۱۱۲)

معاشی تنگی کی روایتیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اہل بیت آپ کی زندگی میں کبھی تین دن متواتر گیہوں کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے۔ (۱۱۳)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ اپنی زندگی میں کبھی دو دن متواتر جو کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے یہاں تک کہ وفات ہوگئی۔ (۱۱۴)

مسروق کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے میرے لئے کھانا منگوایا اور فرمایا:

> **ما اشبع من طعام فاشاء ان ابکی الا بکیت قال قلت لم؟ قالت اذکر الحال التی فارق علیها رسول اللہ ﷺ الدنیا، واللہ ماشبع من خبز ولحم مرتین فی یوم (۱۱۵)**
>
> میں اگر کوئی کھانا سیر ہو کر کھاتی ہوں تو مجھے رونا آ جاتا ہے اور پھر میں روتی ہوں۔ میں نے پوچھا کیوں؟ تو انہوں نے فرمایا مجھے آپ ﷺ کی دنیا سے رحلت یاد آ جاتی ہے۔ اللہ کی قسم! آپ کبھی ایک دن میں روٹی اور گوشت سے دو مرتبہ سیر نہیں ہوئے۔

مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ اکثر صبح کے وقت آپ ازواجِ مطہرات سے پوچھتے کہ آج کھانے کے لئے کچھ ہے؟ جب نفی میں جواب ملتا تو آپ فرماتے کہ اچھا میں نے روزہ رکھ لیا ہے۔ (۱۱۶)

۱۱۲۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۳۸۸، ۳۹۰
۱۱۳۔ ترمذی: ج ۴، ص ۱۵۹، رقم ۲۳۶۵
۱۱۴۔ ترمذی: ج ۴، ص ۱۵۹، رقم ۲۳۶۴
۱۱۵۔ ترمذی: ج ۴، ص ۱۵۹، رقم ۲۳۶۳
۱۱۶۔ مسند احمد: ج ۲، ص ۴۶

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آل محمد پر ایک مہینہ گزر جاتا اور آپ کے گھروں میں سے کسی گھر سے دھواں نہ نکلتا۔ ابوسلمہ نے کہا کہ پھر کیا کھاتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ کھجور اور پانی۔ البتہ ہمارے ہم سائے انصار تھے ان کے گھروں میں بکریاں پلی ہوئی تھیں۔ وہ آپ کے پاس دودھ بھیج دیا کرتے تھے۔ (۱۱۷)

حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کل کے لئے کچھ بچا کر نہیں رکھتے تھے۔ (۱۱۸)

ان روایتوں سے عام تاثر یہ پیدا ہوتا ہے کہ خوش حالی اور فراخ دستی کی جگہ آپ کو ہمیشہ فقر و فاقہ اور تنگ دستی کا سامنا رہا۔ حقیقت میں ایسا نہیں ہے، جیسا کہ اب تک کی گفت گو سے واضح ہے۔ دراصل ان روایتوں میں یہ بتانا مقصود ہے کہ آپ کے اہل خانہ نے مسلسل جو اور گیہو کی روٹی نہیں کھائی۔ البتہ کھجور، دودھ، گوشت، گھی، سرکہ وغیرہ اشیا خورد ونوش آپ کے گھر میں بھی ہوتی تھیں اور مہاجرین و انصار بھی یہ اشیا آپ کو ہدیتاً بھیجتے رہتے تھے۔ اس لئے خوراک کا کوئی مسئلہ نہ تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ پہننے، اوڑھنے اور بچھانے کے کپڑے بھی ہدیتاً آتے رہتے تھے۔ لہٰذا آپ کے بارے میں تنگ دستی اور فاقہ کشی کا تاثر صحیح نہیں۔

آپ ﷺ کا فقر و تنگ دستی

البتہ حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کو کبھی بھی کسی قسم کی معاشی تنگی یا معاشی بدحالی کا سامنا نہیں رہا تھا۔ اور آپ کا فقر اضطراری نہیں بل کہ اختیاری تھا۔ اس سلسلے کی چند روایتیں یہ ہیں۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں دعا فرمائی:

اللّٰھم احیینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین یوم القیٰمۃ (۱۱۹)

اے اللہ مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں دنیا سے اٹھا اور قیامت کے روز مسکینوں کے گروہ میں میرا حشر فرما۔

ابوامامہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

عرض علی ربی لیجعل بطحاء مکۃ ذھبا قلت لا یارب ولکن اشبع یوما

۱۱۷۔ ابن ماجہ: ج ۴، ص ۲۸۲، رقم ۴۱۴۵ ۱۱۸۔ ترمذی: ج ۴، ص ۱۶۰، رقم ۲۳۶۹

۱۱۹۔ ترمذی: ج ۴، ص ۱۵، رقم ۲۳۵۹

واجوع یوما، فاذا جعت تضرعت الیك وذکرتك فاذا شبعت شکرتك وحمدتك (۱۲۰)

مجھے میرے رب نے پیش کش کی کہ (اگر میں چاہوں تو) میرے لئے پورے بطحائے مکہ کو سونے کا بنادیا جائے مگر میں نے کہا نہیں میرے رب! میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ایک دن میں سیر ہوں اور ایک دن بھوکا رہوں۔ (آپ نے یہ بات تین بار فرمائی) اور جب بھوک لگے تو تیرے سامنے تضرع کروں اور تجھے یاد کروں اور جب سیر ہوں تو تیرا شکر ادا کروں اور تیری حمد کروں۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے زندگی میں کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا اور نہ اس حالت کی کبھی کسی سے شکایت کی، نہ کسی کو بتایا۔ آپ کو فاقے کرنا غنا سے زیادہ پسند تھا۔ ایسا بھی ہوتا کہ آپ ﷺ کی پوری رات بھوک کی وجہ سے کروٹیں بدلتے ہوئے گزرتی لیکن پھر بھی اگلے روز روزہ رکھنا نہ چھوڑتے۔ اگر آپ اللہ تعالیٰ سے زمین کے خزانے اور پھل وغیرہ مانگتے تو آپ کو دے دیئے جاتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں آپ ﷺ کی حالت دیکھ کر رو پڑتی تھی، میں آپ کے شکم مبارک پر اپنا ہاتھ پھیرتی اور کہتی کہ میری جان آپ پر قربان آپ صرف اتنا ہی مال قبول فرمالیتے جو آپ کی جسمانی قوت کو بحال رکھ سکے۔ آپ ﷺ فرماتے کہ مجھے دنیاوی مال و دولت سے کیا غرض، میرے الوالعزم بھائیوں (انبیا) نے سخت سخت حالات میں بھی صبر کیا اور اسی حالت میں وہ اپنے رب کے پاس جا پہنچے جہاں انہیں اپنے اعمال کے بدلے میں پورا اعزاز و اکرام ملا۔ مجھے اس امر سے شرم آتی ہے کہ میں دنیاوی عیش میں پڑ کر ان سے کم رہ جاؤں۔ میرے نزدیک سب سے اچھی بات اپنے بھائیوں (انبیائے کرام) سے ملنا ہے۔ اس کے کچھ ہی دنوں کے بعد آپ ﷺ کا وصال ہوگیا۔ (۱۲۱)

آپ کی سخاوت

آپ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی اور فیاض تھے۔ سخاوت میں کوئی آپ کی برابری نہیں کرسکتا تھا خواہ وہ کتنا ہی سخی، فیاض اور مالدار کیوں نہ ہو۔ محمد احمد جادالمولی بک رقم طراز ہیں:

وکان جودہ ﷺ کلہ للہ، وفی ابتغاء مرضاتہ تعالیٰ، فانہ کان یبذل المال تارۃ لفقیر او محتاج، وتارۃ ینفقہ فی سبیل اللہ سبحانہ، وتارۃ یتالف بہ علی الاسلام من یقوی بہ الاسلام وکان یؤثر علی نفسہ واولادہ فیعطی عطاء

۱۲۰۔ ترمذی: ج ۴، ص ۱۵۵، رقم ۲۳۵۴

۱۲۱۔ قاضی عیاض۔ الشفا: ج ۱، ص ۸۳، ۸۴

یعجز عنه الملوك مثل كسرى وقيصر ويعيش فى نفسه عيش الفقراء فياتى عليه الشهر والشهران لايوقد فى بيته نار وربما ربط الحجر على بطنه الشريف من الجوع (۱۲۲)

آپ ﷺ کی سخاوت تمام کی تمام اللہ تعالیٰ اور اس کی رضا کے لئے ہوتی تھی۔ بلاشبہ کبھی آپ فقیر ومحتاج کو دینے میں خرچ کرتے تھے اور کبھی آپ اللہ سبحانہ کے راستے میں خرچ کرتے اور کبھی آپ ان لوگوں کی تالیف (قلب) میں خرچ کرتے جن سے اسلام کو تقویت پہنچتی تھی۔ آپ اپنی ذات اور اولاد پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے۔ کسریٰ وقیصر جیسے بادشاہ بھی آپ کی سخاوت وفیاضی کے سامنے عاجز وبے بس تھے۔ آپ پر کبھی پورا ایک مہینہ اور کبھی دو مہینے (مسلسل) ایسے گزرتے کہ آپ کے گھر میں آگ نہیں جلتی تھی (یعنی چولھا نہیں جلتا تھا) اکثر آپ بھوک کی وجہ سے اپنے شکم مبارک پر پتھر باندھ لیتے تھے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ اجود الناس وكان اجود مايكون فى رمضان حين يلقاه جبريل وكان يلقاه فى كل ليلة من رمضان فيد ارسه القرآن فلرسول الله ﷺ اجود بالخير من الريح المرسلة (۱۲۳)

رسول اللہ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان کے مہینے میں تو آپ اور بھی زیادہ سخاوت فرماتے تھے جب جبریل امین آپ سے ملتے۔ اور جبریل رمضان کی ہر رات میں آپ سے ملتے تھے اور آپ کے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے۔ ان دنوں میں خیر کے معاملے میں آپ بارش لانے والی ہوا سے بھی زیادہ فیاضی فرماتے تھے۔

آپ کی سخاوت وفیاضی کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر سوال کرتا تو آپ اس کے سوال کو رد نہ فرماتے تھے بل کہ اس کو کچھ نہ کچھ ضرور عطا فرماتے۔ حضرت جابر کہتے ہیں:

ماسئل النبى ﷺ عن شىء قط فقال لا (۱۲۴)

آپ ﷺ نے تمام عمر کبھی کسی سوال پر ''نہیں'' کا لفظ نہیں فرمایا۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ایک شخص کے سوال پر دو پہاڑوں کے درمیان پھیلا ہوا بکریوں کا ریوڑ

۱۲۲۔ محمد جاد بک۔ محمد ﷺ المثل الکامل: ص ۲۵ ۱۲۳۔ بخاری: ج ۱، ص ۷، رقم ۶

۱۲۴۔ بخاری: ج ۴، ص ۹۴، رقم ۶۰۳۴

اس کو عنایت فرمادیا۔ حضرت انسؓ نے اس کو اس طرح بیان کیا ہے:

ان رجل سال النبی ﷺ غنما بین جبلین فاعطاہ ایاہ فاتی قومہ فقال ای قوم! اسلموا فواللّٰہ! ان محمدا لیعطی عطاء مایخاف الفقر (۱۲۵)

ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے ان بکریوں کا سوال کیا جو دو پہاڑوں کے درمیان وادی میں پھیلی ہوئی تھیں۔ آپ نے وہ سب اس کو عطا فرمادیں۔ پھر اس نے اپنے قبیلے میں جاکر اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا کہ اے میری قوم! تم اسلام قبول کرلو۔ خدا کی قسم! محمد ﷺ ایسے فیاض ہیں کہ مفلس ہوجانے کی پرواہ نہیں کرتے۔

آپ ﷺ کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور اس وقت آپ کے پاس کچھ مال ومتاع ہوتا تو آپ اس میں سے اس کو کچھ نہ کچھ ضرور عطا فرماتے ورنہ وعدہ فرمالیتے۔ اسی لئے لوگ اس قدر دلیر ہوگئے تھے کہ وقت کا لحاظ کئے بغیر عین نماز کے وقت بھی آپ سے اپنی حاجت پوری کرنے کا مطالبہ کرتے اور آپ ان کی حاجت پوری فرماتے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں:

اقیمت الصلوٰۃ فعرض للنبی ﷺ رجل فحبسہ بعد ما اقیمت الصلوٰۃ

عین نماز کھڑی ہونے کے وقت ایک شخص نے آپ کو نماز کھڑی ہونے کے بعد بھی روکے رکھا (اور کہا کہ میری کچھ حاجت ہے اور مجھے ڈر ہے کہ میں بھول نہ جاؤں لٰہذا اسے پورا کریں آپ نے اس کی حاجت پوری کرنے کے بعد نماز پڑھائی)۔

نبی کریم ﷺ کی فرط سخاوت کا یہ عالم تھا کہ آپ کوئی چیز ذخیرہ نہیں فرماتے تھے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ کے پاس کوئی چیز ذخیرہ نہیں رہتی تھی۔ ایک دفعہ آپ نے حضرت بلال کے پاس کھجوریں دیکھیں تو آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا۔ حضرت بلال نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کچھ ذخیرہ کررہا ہوں تاکہ کسی برے وقت میں کام آسکے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہیں اس کا خوف نہیں کہ یہ جہنم کا ٹکڑا بھی ثابت ہوسکتا ہے؟ پھر فرمایا اے بلال خرچ کرو اور تنگی کا خوف مت کرو۔ (۱۲۶)

آپ ﷺ کا ایثار

ایثار جود وسخا ہی کا حصہ ہے لیکن ایثار کا درجہ بلند ہے۔ ایثار یہ ہے کہ انسان دوسرں کی ضرورتوں اور

۱۲۵۔ مسلم: ج۴، ص۳۶، رقم ۲۳۱۲ ۱۲۶۔ ابن الجوزی۔ الوفا باحوال المصطفیٰ: ۴۴۲

حاجتوں کو ذاتی ضرورتوں اور مفادات پر ترجیح دے، خود بھوکا رہ کر دوسروں کو کھلائے، خود تنگی برداشت کرے اور دوسروں کو سہولت بہم پہنچائے۔

ایک صحابی کی شادی ہوئی تو دعوت ولیمہ کے لئے اس کے پاس کچھ نہ تھا۔ آپ ﷺ نے ان کو آٹا لانے کے لئے حضرت عائشہؓ کے پاس بھیج دیا۔ وہ صحابی گئے اور جا کر لے آئے، حال آں کہ اس روز آپ کے ہاں کھانے کو کچھ نہ تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

اذهب الی عائشة فقل لها فلتبعث بالمكتل الذی فيه الطعام، قال فاتيتها فقلت لها ماامرنی به رسول الله ﷺ ، فقالت هذالمكتل فيه تسع آصع شعير ، لا والله ان اصبح لنا طعام غيره خذه فاخذته ، فاتيت به النبی ﷺ واخبرته بما قالت عائشة (۱۲۷)

عائشہؓ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ برتن دے دو جس میں کھانا ہے۔ میں حضرت عائشہؓ کے پاس گیا اور ان سے وہ کہہ دیا جس کا رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ کھجور کے اس ٹوکرے میں ۹ صاع جو کا آٹا ہے۔ خدا کی قسم اس کے سوا آج ہمارے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے، تم اس کو لے جاؤ، سو میں اس کے لے کر آپ کے پاس آیا اور آپ کو وہ بات بتائی جو حضرت عائشہؓ نے کہی تھی۔

کبھی ایسا ہوتا کہ مہمان آجاتے اور گھر میں جو کچھ ہوتا وہ ان کی ضیافت میں اٹھ جاتا اور خود اہل خانہ فاقے سے رہتے۔ ایک دفعہ قبیلہ غفار کا ایک شخص آکر آپ کے ہاں مہمان ہوا۔ گھر میں صرف بکری کا دودھ تھا۔ وہی مہمان کو دے دیا گیا۔

عن ابی بصرة الغفاری قال اتيت النبی ﷺ لما هاجرت وذلك قبل ان اسلم فحلب لی شويهة كان يحتلبها، فلما اصبحت اسلمت (۱۲۸)

ابی بصرہ الغفاری کہتے ہیں کہ اسلام لانے سے پہلے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے میرے لئے اس بکری کا دودھ دوہا جس کو آپ دوہا کرتے تھے۔ (سو میں نے اس کو پی لیا) پھر صبح کو میں اسلام لے آیا۔

اس سے ایک روز پہلے بھی آپ کے ہاں فاقہ تھا۔ کیا اس سے بڑھ کر ایثار کی کوئی مثال پیش کی جاسکتی ہے۔

۱۲۷۔ احمد: ج ۴، ص ۶۵۸، رقم ۱۶۱۳۱ ۱۲۸۔ احمد: ج ۷، ص ۵۴۴، رقم ۲۶۶۸۴

خلاصۂ کلام

مذکورہ بالا گفت گو کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت اشراف مکہ کے ایک نہایت ممتاز و معزز اور خوش حال خاندان میں ہوئی۔ آپ کے والد، دادا، پردادا سب، بل کہ آپ ﷺ خود بھی نہایت کام یاب تاجر تھے۔ آپ کے دادا اور پردادا کی سخاوت و فیاضی اور مہمان نوازی بے مثال تھی۔ دادا آپ سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ لہٰذا عبدالمطلب کی وفات تک آپ ﷺ کو کسی قسم کی عسرت اور مالی تنگی کا سامنا نہ تھا۔ البتہ ابو طالب کثیر العیال اور قلیل المال تھے اس لئے ممکن ہے ان کی کفالت کے ابتدائی برسوں میں آپ کو کسی قدر عسرت و تنگی کا سامنا رہا ہو، پھر جلد ہی آپ نے اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ تجارتی سفر شروع کر دیئے اور ان میں خرید و فروخت کا تعارف اور بنیادی معلومات حاصل کیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے متعدد تجارتی سفر کئے اور متعدد لوگوں کے ساتھ تجارتی معاملات کر کے اپنی معاشی حالت بہتر بنانے کے ساتھ ساتھ اپنی ساکھ بھی بنائی۔ بعثت کے کئی سال بعد تک آپ نے اپنی تجارتی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ آپ کی پوری زندگی خوش معاملگی، دیانت، امانت اور صاف گوئی سے مزین ہے۔ ۵۳ سالہ مکی زندگی میں آپ کے ذرائع معاش یہ تھے:

۱۔ والدین کا ترکہ

۲۔ دادا کی کفالت

۳۔ چچا کی کفالت

۴۔ بکریاں چرانے کی اجرت

۵۔ تجارت

اس کے بعد نبوت کے چودھویں سال آپ ﷺ نے اپنا گھر بار، مال و اسباب، سب کچھ چھوڑ کر حضرت ابوبکرؓ کے ہم راہ مدینے ہجرت فرمائی۔ مدینے میں آپ کو کوئی معاشی تنگی نہیں تھی۔ ابتدائی سات ماہ تک آپ ابو ایوب انصاریؓ کے ہاں مقیم رہے۔ ابو ایوب انصاریؓ دونوں وقت آپ کی خدمت میں کھانا پیش کرتے اور جو کچھ کھانا بچ جاتا وہ ابو ایوب اور ان کی اہلیہ کھاتے۔ اس کے ساتھ ہی دوسرے صحابہ کرام کے ہاں سے بھی باری باری کھانا آتا تھا۔ کوئی روٹی گھی اور دودھ سے بنا ہوا ثرید لاتا تو کسی کے ہاں سے خاص قسم کا شوربہ آتا، کوئی کھجور گھی اور پنیر سے بنا ہوا حیس بھیجتا۔ غرض مختلف دنوں میں مختلف قسم کی اشیا خورد و نوش ہدیے میں آتیں۔ آپ ان میں سے اپنی ضرورت اور خواہش کے مطابق استعمال کر کے باقی

ماندہ کھانا لانے والے کو واپس فرما دیتے۔

ہدیے بھیجنے کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام آپ ﷺ کو اپنے گھروں پر بھی مدعو کرتے تھے اور آپ خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف صحابہ سے ملاقات کے لئے ان کے گھروں پر تشریف لے جاتے۔ اس وقت صاحب خانہ مقدور بھر آپ کی خدمت کرتا۔ جس طرح صحابہ کرام آپ کو اپنے گھروں پر مدعو کرتے تھے، اسی طرح آپ بھی صحابہ کو اپنے گھر کھانے پر بلاتے تھے۔ اس کے علاوہ بیاہ شادی کے مواقع پر بھی صحابہ کرام آپ کو اپنے گھروں پر اور آپ صحابہ کرام کو اپنے گھر مدعو فرماتے رہتے تھے۔

آپ ﷺ کے معاشی وسائل کا ایک اہم ذریعہ آپ کی تجارت تھی جو ہجرت کے بعد بھی مدینے میں بھی آپ نے جاری رکھی۔ اس کے علاوہ آپ کے معاشی وسائل کا ایک ذریعہ غزوات میں حاصل ہونے والے اموال غنیمت تھے، جن میں اشیائے خوردونوش بھی ہوتی تھیں اور روزمرہ ضرورت کی اشیا بھی۔ ان اموال سے آپ ﷺ اور مدینے کے مسلمانوں اور مجاہدین اسلام اپنی ضروریات پوری کرتے تھے۔ غزوہ احد کے موقع پر بنی قینقاع کے امیر ترین یہودی مخیریق نے اپنے سات باغ نبی کریم ﷺ کو ہدیہ کئے۔ آپ نے ان باغوں کو اپنے قبضے میں لے کر ان کو مسلمانوں کی فلاح کے لئے وقف فرما دیا۔

آپ ﷺ کو زندگی بھر جو معاشی تنگی کا سامنا رہا اس کا سبب آپ کی بے مثال فیاضی، سخاوت اور ایثار تھا۔ آپ سب لوگوں سے زیادہ سخی اور فیاض تھے۔ سخاوت و ایثار میں کوئی آپ کی برابری نہیں کر سکتا تھا خواہ وہ کتنا سخی، فیاض اور مالدار کیوں نہ ہو، آپ نے تمام عمر کبھی کسی کے سوال کو رد نہیں فرمایا اور نہ کبھی کوئی چیز ذخیرہ کر کے رکھی۔